سلسلہ
مواعظ حسنہ
نمبر ۱۲۰

راہِ سلوک میں وفاداری کی اہمیت

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال، کراچی

اپنے ایمان کو تازہ رکھیں!
گھر بیٹھے دینی اور اصلاحی مجالس کی براہِ راست نشریات سنیں!
livemajlis
(www.khanqah.org)
اس کے علاوہ جب چاہیں عالم اسلام کے نامور روحانی بزرگ
عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ
اور ان کے فرزند ارجمند
حضرت مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم
کے اصلاحی بیانات بھی سنے جا سکتے ہیں۔
باخبر رہیں!
خانقاہ سے متعلق تازہ ترین اطلاعات اور اعلانات
اپنے موبائل پر فوراً وصول کریں!
@khanqahashrafia
F KHANQAHASHRAFIA لکھ کر
40404 پر SMS بھیجیں۔

سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر ۱۲۰

راہِ سلوک میں وفاداری کی اہمیت

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ

حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

از طرف

حضرت مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم

مہتمم جامعہ اشرف المدارس و مہتمم خانقاہِ امدادیہ اشرفیہ

بہ فیضِ صحبتِ ابرار، یہ دردِ محبت ہے
بہ اُمیدِ نصیحت دوستو اُس کی اشاعت ہے

محبت تیرا صدقہ ہے ثمر تیرے نازوں کے
جو میں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کے ارشاد کے مطابق حضرت والا کی جملہ تصانیف و تالیفات

محی السنہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں۔

ضروری تفصیل

نام وعظ : راہِ سلوک میں وفاداری کی اہمیت

واعظ :عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ترتیب و تصحیح : جناب سید عمران فیصل صاحب خلیفہ مُجازِ بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ

مقام وعظ : مسجد دار العلوم آزادوِل، جنوبی افریقہ

تاریخ وعظ : ۱۸ جمادی اولیٰ ۱۴۱۸ھ مطابق ۲۰ ستمبر ۱۹۹۷ء، بروز ہفتہ، بعد از مغرب

تاریخِ اشاعت : ۱۶ محرم الحرام ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۰ نومبر ۲۰۱۴ء

زیرِ اہتمام : شعبہ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال، کراچی

ناشر : کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال، بلاک نمبر ۲، کراچی، پاکستان

تعداد : پانچ ہزار

ضروری اعلان

عنوانات

راہِ سلوک میں وفاداری کی اہمیت

نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ [1]

حفاظتِ نظر کا حکم بندوں کو براہِ راست نہ دینے کا راز

قرآن پاک میں اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کا ارشاد ہے اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ مسلمانوں سے فرمادیجیے کہ اپنی نگاہوں کی حفاظت کریں۔ آج کل چونکہ بدنظری کے اس مرض کا ہیضہ پھیلا ہوا ہے اس لئے میں اسے زیادہ بیان کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ حکم براہِ راست بیان نہیں فرمایا، حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو واسطہ بنایا کہ آپ اپنے امتیوں سے اور میرے بندوں سے فرمادیجیے کہ اپنی نگاہوں کو نیچی رکھیں۔ اللہ تعالیٰ نے تمام احکامات کے لیے ایمان والوں سے براہِ راست خطاب فرمایا جیسے وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ [2] ایمان والو! نماز پڑھو، اسی طرح یہ حکم بھی براہِ راست نازل فرمادیتے کہ اے ایمان والو! نظر کی حفاظت کرو۔ لیکن اللہ نے یہ حکم براہِ راست نازل نہیں فرمایا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو واسطہ بنایا کہ اے نبی! آپ ایمان والوں سے کہہ دیجیے کہ اپنی نظر کی حفاظت کریں۔ اللہ نے یہ حکم براہِ راست کیوں نہیں نازل فرمایا اپنے نبی کو واسطہ کیوں بنایا، اس میں کیا راز ہے؟ یہ اللہ تعالیٰ کی کمالِ غیرت اور کمالِ حیاء ہے، جیسے باپ اپنے جوان بیٹوں سے براہِ راست نہیں کہتا، اپنے پرانے

---

[1] النور:۳۰

[2] البقرۃ:۴۳

ہم عمر دوستوں سے کہلا دیتا ہے کہ میرے لڑکوں کو سمجھادو کہ کسی کی بہو بیٹی کو نہ دیکھا کریں، تو جس طرح باپ اپنے بیٹوں سے خود کہتے ہوئے شرماتا ہے اسی طرح یہ بھی حق تعالیٰ کی کمالِ رحمت ہے، اللہ نے اپنے غلاموں کی آبرو رکھی ہے کہ میرے بندے کہیں شرما نہ جائیں کہ اللہ میاں ہماری سب نالائقیاں جانتے ہیں۔ اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ آپ اپنے امتیوں سے اور میرے غلاموں سے فرمادیں کہ اپنی نظروں کی حفاظت کریں۔

حفاظتِ نظر خواتین پر بھی فرض ہے

عورتیں سمجھتی ہیں کہ یہ حکم صرف مردوں کے لئے ہے، لہٰذا وہ باقاعدہ آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہتی ہیں کہ مولانا! یہ راستہ کدھر جارہا ہے؟ ذرا بھی نظریں نیچی نہیں کرتیں۔ حالانکہ قرآن پاک میں **یَغۡضُضۡنَ**[۳] بھی ہے، **یَغۡضُضۡنَ** دلیل ہے **یَحۡجِبۡنَ** کے لئے کہ تم بھی پردہ کرو، اِدھر اُدھر مت دیکھو۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دو بیویوں کو ایک نابینا صحابی حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پردہ کرایا تو ہماری دونوں ماؤں نے عرض کیا کہ کیا یہ نابینا نہیں ہیں؟ آپ نابینا سے کیوں پردہ کرارہے ہیں؟ تو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ نابینا ہیں مگر تم تو نابینا نہیں ہو۔

نظر کی حفاظت میں شرم گاہ کی حفاظت مضمر ہے

اس آیت میں آگے ہے **وَ یَحۡفَظۡنَ فُرُوۡجَھُنَّ** یعنی اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرو۔ حفاظتِ نظر اور شرم گاہوں کی حفاظت کرنے کے دو احکامات ایک ساتھ نازل کرنے میں ایک راز ہے۔ قرآنِ پاک کے اسلوبِ نزول میں علوم و معارف ہوتے ہیں، تو یہاں جو نازل ہوا ہے کہ نظر کو بچاؤ اور شرمگاہ کو بچاؤ تو اس سے معلوم ہوا کہ نظر اور شرمگاہ میں خاص کنکشن، خاص تعلق ہے یعنی جو نظر بچاتا ہے اس کی شرمگاہ بھی محفوظ رہتی ہے اور جو نظر بازی کرتا ہے اس کی شرم وحیاء کے پردے ایک دن پھٹ جاتے ہیں اور وہ گناہِ کبیرہ میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

---

۳ النور:۳۱

فرشتوں کو نبی نہ بنانے کی حکمت

اسی لئے بخاری شریف کی حدیث ہے کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نظر بازی آنکھوں کا زِنا ہے۔ اس کو معمولی گناہ نہ سمجھو۔ تمام پیغمبروں کو عالم نفسیات بنایا جاتا ہے، وہ نفسیات کے ماہر ہوتے ہیں، کیونکہ اُمتیوں کی اصلاح کرتے ہیں، اسی لئے فرشتوں کو پیغمبر نہیں بنایا گیا کیونکہ یہ ہمارے نفوس کے ماہر نہیں ہوتے، ان میں کسی قسم کا مادّہ نفسانی ہی نہیں ہوتا، چونکہ فرشتے ماہرِ نفسیات نہیں ہوتے اس لئے ان کو پیغمبر نہیں بنایا گیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زِنَا الْعَیْنِ النَّظْرُ[۴] بد نظری آنکھوں کا زِنا ہے۔ یہاں النَّظْرُ مبتدا ہے اور زِنَا الْعَیْنِ خبر ہے، لیکن خبر کو مقدم فرما کہ اہمیت ظاہر کر دی تاکہ میرے امتی ڈر جائیں کہ آنکھوں کا زِنا ہے بد نظری۔

بندوں پر اللہ تعالیٰ کے دو حق

میں اپنے ان دوستوں سے عرض کرتا ہوں جو سلسلہ میں داخل ہیں اور ان کی رات دن یہی فکر ہے کہ ہم اللہ والے بن جائیں لیکن اگر وہ آنکھوں کی حفاظت نہ کریں تو یہ غم کی بات ہے یا نہیں؟ مرید کے کیا معنی ہیں؟ یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗ[۵] لوگ کہتے ہیں پیری مریدی قرآن و حدیث سے ثابت نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اگر خالی یُرِیْدُ نازل ہوتا تب تو ایک ہی مرید ثابت ہوتا لیکن یہاں تو یُرِیْدُوْنَ ہے یعنی جمع ہے اور یہ اللہ کا جمع ہے، اللہ کی ذات غیر محدود ہے تو اس کا جمع بھی غیر محدود ہوگا لہٰذا اس میں غیر محدود مرید داخل ہیں۔ یُرِیْدُوْنَ معنیٰ میں مُرِیْدُوْنَ کے ہے یعنی جو لوگ اللہ تعالیٰ کی ذات کا ارادہ کرتے ہیں۔ جب ہم اللہ تعالیٰ کی ذات کا ارادہ کرتے ہیں تو ہم پر اللہ تعالیٰ کے دو حق ثابت ہوگئے، ایک یہ کہ جن باتوں سے اللہ تعالیٰ ناخوش ہوں ان سے بچو، دوسرا یہ کہ جن باتوں سے خوش ہوں ان کو کرو۔

---

[۴] صحیح البخاری: ۹۲۲/۲، ۹۲۳ (۶۲۷۵)، باب زنا الجوارح دون الفرج، کتب خانہ مظہری

[۵] الانعام: ۵۲

بزرگوں نے فرمایا ہے کہ نفل عبادت تہجد، حج و عمرہ اور تسبیحات اللہ کی محبت کا حق ہیں اور گناہوں سے بچنا اللہ کی عظمت کا حق ہے۔ اس کی دلیل بھی اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمادی، قرآن پاک میں ہے مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا[۶] ظالمو! تم کو کیا ہوگیا کہ تم اللہ کی عظمت کا حق ادا نہیں کرتے۔ دیکھو اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ تم پر حیرت ہے کہ تم ہماری عظمت کا خیال نہیں کرتے۔ جتنی بڑی شخصیت ہوتی ہے اس کی نافرمانی بھی اتنا ہی بڑا جرم ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ سے بڑا کوئی ہے؟ لہٰذا عظیم الشان ذات کی نافرمانی عظیم الشان جرم ہے۔ میں پھر دردِ دل سے یہی کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں، گناہوں میں چین نہیں ہے، شیطان ہمیں اُلو بنائے ہوئے ہے، انٹر نیشنل گدھا بنائے ہوئے ہے کہ ان حسینوں کو دیکھو، بہت مزا آئے گا۔ دیکھنے والوں کے سر پر قرآن شریف رکھ کر پوچھو کہ تم کو کیا مزا آیا؟ چند سیکنڈ کے لئے مزا آیا، وہ بھی حرام لیکن اس کے بعد کتنی بے چینی رہتی ہے، اس کے تقویٰ کے بریک ٹوٹ جاتے ہیں، ہر وقت اِدھر اُدھر دیکھتا رہتا ہے۔ نظر بازوں کی چال دیکھو کیسی ہوتی ہے لَا يَقْصِدُ فِيْ مَشْيِهٖ سِمْتًا وَاحِدًا وہ ایک سمت کو نہیں چلے گا۔

آیت اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ کی عالمانہ شرح

اس لئے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ[۷] اللہ تمہاری مصنوعات سے باخبر ہے۔ یہاں صنعت کیا ہے؟ نظر بازی ہے۔ اللہ نے یہاں اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ یا يَفْعَلُوْنَ کیوں نازل نہیں فرمایا؟ کیا نظر بازی کرنا فعل اور عمل نہیں ہے؟ يَصْنَعُوْنَ ہی کیوں نازل فرمایا؟ سارے قرآن پاک میں دیکھئے اکثر جگہ يَفْعَلُوْنَ یا تَعْمَلُوْنَ ہے۔ تو عمل میں فعل کا نزول ہوتا ہے، مگر نظر بازی کے اس فعل کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ اللہ تمہاری صنعتوں سے باخبر ہے۔ صنعت کہتے ہیں کسی شئے کو مختلف ڈیزائنوں میں تیار کرنا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں يَصْنَعُوْنَ کا لفظ نازل فرما کر بتادیا کہ جب تم بد نظری کرتے ہو تو تمہارے چہرہ کے

---

[۶] نوح: ۱۳

[۷] النور: ۳۰

مختلف ڈیزائن بنتے رہتے ہیں، کبھی پوری آنکھ سے دیکھتے ہو، کبھی گوشۂ چشم سے دیکھتے ہو ؎

گوشۂ چشم سے بھی ان کو نہ دیکھا کرنا

حفاظتِ نظر سے حفاظتِ سلطنتِ ایمانی کا تعلق

بتایئے! بدنظری کا یہ مرض عام ہے یا نہیں؟ اب جس کو اس بیماری کی اصلاح کی فکر نہیں، وہ ظالم میری شکایت کرتا ہے کہ جب جاؤ ایک ہی بیماری کا تذکرہ ہوتا ہے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر قلب کی اور سرحد کی یعنی آنکھوں کی حفاظت ہو جائے تو آپ کے ایمان کی دولت و سلطنت و مملکت دشمنوں سے محفوظ رہے گی، یہ بہت اہم مضمون ہے کہ قلب دارالخلافہ ہے اور آنکھیں اس کی سرحد ہیں، اگر کسی ملک کی سرحد دشمن کے آنے سے محفوظ ہے تو یہ مملکت مضبوط ہے۔ اختر ایمان کی مملکت کو اور ایمان کی سلطنت کو مضبوط کرنے کی تدابیر پیش کرتا ہے۔

حفاظتِ نظر اور حفاظتِ امانتِ الٰہیہ کا ربط

ایسے ہی اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا **یَعۡلَمُ خَآئِنَۃَ الۡاَعۡیُنِ** اللہ تمہاری آنکھوں کی چوریوں کو جانتا ہے۔ تم یہ سمجھتے ہو کہ ہم اُلو کی طرح غیر عورتوں کو دیکھ رہے ہیں اور ہمیں کوئی دیکھ نہیں رہا۔ کیا کہیں حق تعالیٰ کا حلم و کرم ہے ورنہ اگر فرشتے مقرر ہوتے اور جو اِدھر اُدھر عورتوں کو یا کسی لڑکے کو دیکھتا اس کو اسی وقت فرشتوں کا طمانچہ ملتا یا خدا ان کی آنکھوں کی روشنی ختم کر دیتا تب پتہ چلتا کہ ہم کیا کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ آگے فرماتے ہیں **وَ مَا تُخۡفِی الصُّدُوۡرُ** اور جو تمہارے سینے مخفی رکھتے ہیں اس کی بھی ہمیں خبر ہے، تم جو دل میں گندے خیالات پکاتے ہو، بظاہر سر جھکائے ہوئے ہیں مگر دل میں گندے خیالات پکاتے رہتے ہو، جہاں کسی حسین پر نظر پڑی سر جھکا کر دل میں گندے خیالات پکانا شروع کر دیئے۔ تو یہاں جو **وَ مَا تُخۡفِی الصُّدُوۡرُ** ہے، اس سے مراد قلوب ہیں کہ تمہارے دلوں کے اندر جو گندے خیالات پکتے ہیں اللہ ان کو بھی جانتا ہے **یَعۡلَمُ خَآئِنَۃَ الۡاَعۡیُنِ وَ مَا تُخۡفِی الصُّدُوۡرُ** [۸] اللہ تمہاری آنکھوں کی چوریوں کو بھی جانتا ہے اور سینہ کی چوریوں کو بھی جانتا ہے۔ لفظ

۸؎ المؤمن:۱۹

خیانت کا نزول بتاتا ہے کہ یہ آنکھ ہماری ملکیت نہیں ہے اللہ کی امانت ہے، اگر یہ امانت نہ ہوتی تو لفظ خیانت نازل ہی نہ ہوتا، لفظ امانت کا نازل ہونا دلیل ہے کہ ہم اپنی آنکھ کے امین ہیں، مالک نہیں ہیں، اس کو ہم وہیں استعمال کرسکتے ہیں جہاں آنکھوں کے مالک نے ہمیں اجازت دی ہے، اگر مالک کی اجازت کے خلاف ان کو استعمال کریں گے تو یہ خیانت ہو جائے گی، یہ آنکھیں بھی ہماری نہیں ہیں اور ہم بھی اپنے نہیں ہیں ہم اللہ تعالیٰ کے ہیں، ہم سر سے پیر تک اللہ کے ہیں ؎

نہیں ہوں کسی کا تو کیوں ہوں کسی کا
انہی کا انہی کا ہوا جا رہا ہوں

وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ سے مراد قلب ہے جو حال ہے اور سینہ اس کا محل ہے، قلب مظروف ہے اور سینہ اس کا ظرف ہے، یہاں بھی تسمیۃ الظرف باسم المظروف ہے، تسمیۃ الحال باسم المحل ہے، یہ بھی مجاز مرسل ہے۔

فصاحتِ کلام حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا عظیم الشان معجزہ

سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی مدرسہ میں نہیں پڑھا لیکن قرآنِ پاک کے کس قدر علوم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے نکل رہے ہیں۔ یہی دلیل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا آسمان سے رابطہ تھا، یہ قرآن وحی الٰہی ہے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

یتیمے کہ ناکردہ قرآں درست
کتب خانہ چند ملت بشست

وہ یتیم کہ جس پر ابھی پورا قرآن بھی نازل نہیں ہوا، غارِ حرا میں صرف **اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ**[۹] نازل ہوئی مگر اس کے نازل ہوتے ہی ساری آسمانی کتابیں منسوخ ہوگئیں، سارے کتب خانے ختم ہوگئے، تورات منسوخ، انجیل منسوخ، زبور منسوخ۔

۹؎ العلق:۱

اولاد پر نزولِ رحمت کے حصول کا طریقہ

اس لئے کہتا ہوں کہ اس کی فکر نہ کرو کہ ہم مر جائیں گے تو ہمارے بچوں کا کیا ہو گا، آپ اللہ والے بن جاؤ، ان شاء اللہ آپ کے بچوں پر اللہ تعالیٰ فضل فرمائے گا۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دو یتیم لڑکوں کے گھر کی دیوار گر گئی تھی، اللہ تعالیٰ نے حضرت خضر علیہ السلام کو حکم دیا:

وَاَمَّا الْجِدَارُ فَکَانَ لِغُلٰمَیْنِ یَتِیْمَیْنِ فِی الْمَدِیْنَةِ وَکَانَ تَحْتَهٗ کَنْزٌ لَّهُمَا وَکَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا ۚ فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنْ یَّبْلُغَاۤ اَشُدَّهُمَا وَیَسْتَخْرِجَا کَنْزَهُمَا ۖ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۚ[۱۰]

اس دیوار کے نیچے ان یتیم بچوں کا خزانہ دفن تھا، تو اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا کہ ان بچوں کے بالغ ہونے تک اس خزانہ کی حفاظت کی جائے لہٰذا حضرت خضر علیہ السلام کو حکم دیا کہ یہ دیوار جو گر رہی ہے اس کو سیدھا کر دیں۔ اللہ کی یہ رحمت اس لئے نازل ہوئی کہ ان بچوں کا باپ بہت نیک، صالح اور لائق تھا۔ اللہ نے اس کے بچوں کا خیال رکھا کہ اگر ان کی دیوار گر جائے گی تو خزانہ خاندان والے لوٹ لیں گے، اللہ تعالیٰ نے ان بچوں کی اس وجہ سے مدد فرمائی کہ ان کا باپ نیک تھا۔

اگر چاہتے ہو کہ میری پشت ہا پشت، نسلاً بعد نسل، اولا در اولاد پر اللہ کی رحمت نازل ہو تو صالح بن جاؤ، اللہ کے ہو جاؤ پھر ہمارے بچوں کی فکر اللہ کرے گا۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ ان بچوں کا پہلا باپ نہیں تھا بلکہ ان کے آباء و اجداد میں نسل کے لحاظ سے ساتواں باپ تھا یعنی سات نسل پہلے کا باپ دادا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ دس نسل پہلے کا باپ تھا۔[۱۱] تو اللہ اتنا مہربان ہے کہ اپنے ان نیک بندوں کو جو اُن کے بن جاتے ہیں ان کی سات پشتوں تک اور دوسری روایت کے مطابق دس پشتوں تک رحمت نازل کرتا ہے۔

۱۰؎ الکھف:۸۲

۱۱؎ روح المعانی:۱۶/۱۳، الکھف (۸۲)، دار احیاء التراث بیروت

اور اللہ کی رحمت محدود نہیں ہے، یہ ساتویں کا جو لفظ ہے، وہ امرِ واقعی ہے یعنی اس میں تحدید نہیں ہے، یہ محدود نہیں ہے، اللہ کی رحمت لا محدود ہے، وہ اپنے نیک بندوں کی لا محدود نسلوں کی حفاظت اور کفالت کر سکتا ہے۔ لہٰذا آج سے ہم سب ارادہ کر لیں کہ ہر گناہ سے بچیں گے، صالحین ہو جائیں گے پھر اولاد کے رزق کی زیادہ فکر نہ کرو، اولاد کو نیک بنانے کی فکر کرو، انہیں حافظ بناؤ، عالم بناؤ۔

حفاظ اور علماء کرام پر بھی حصولِ تقویٰ فرض ہے

میں تو حافظ و عالم بنانے سے زیادہ ضروری سمجھتا ہوں کہ اللہ والا بناؤ۔ یہ بتاؤ! عالم ہونا اور حافظ ہونا فرض کفایہ ہے یا نہیں؟ اور اللہ والا ہونا اللہ سے ڈر کر رہنا، تقویٰ سے رہنا، گناہوں سے بچ کر رہنا یہ فرضِ عین ہے۔ لیکن اس زمانہ میں فرضِ عین کی فکر نہیں، آج کل تو مدارس کے طلبہ کا یہ حال ہے کہ پاجامہ ٹخنہ سے نیچے لٹک رہا ہے، سر پر انگریزی بال رکھ رہے ہیں، ڈاڑھی کاٹ رہے ہیں۔ یہ مہتمم اور اساتذہ کی ذمہ داری ہے کہ طلبہ کی نگرانی رکھیں۔ حضرت عمر کے انتقال کا وقت ہے کہ اچانک ایک غلام پر نظر پڑی تو دیکھا کہ اس کا لباس ٹخنوں سے نیچے ہے تو فوراً فرمایا اِرْفَعْ اِزَارَكَ اپنا پاجامہ اوپر اٹھاؤ۔[۱۲] اہلِ مدارس کے ذمہ ہے کہ وہ اپنے طلبہ کو تقویٰ سکھائیں، اللہ والا بنائیں، تقویٰ سیکھنا فرضِ عین ہے، ورنہ پھر یہی ہو گا کہ پیٹو مولوی بنے گا، دل سے مولوی نہیں ہو گا، پیٹ کا مولوی ہو جائے گا، دل میں مولیٰ نہیں ہو گا۔ اس لئے ضرورت ہے کہ ہر طالبِ علم کو اہل اللہ سے، اپنے مزکی اور مربی اور شیخ سے رابطہ کرانا مہتمم کے ذمہ ہے کہ وہ اپنے طلباء سے کہے کہ کسی اللہ والے سے تعلق قائم کرو۔ حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس زمانہ میں صحبت اہل اللہ فرضِ عین ہے، جنہوں نے بزرگوں سے تعلق نہیں رکھا ان میں پورا دین نہیں آیا، ضَرَبَ یَضْرِبُ صرف اوپر سے رہا، دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت و عظمت نہیں آئی، گناہ سے بچنے کی توفیق نہیں ہوئی۔ مہتمم مدرسہ اور اساتذہ کے ساتھ ساتھ ہر طالبِ علم ساتھی کو بھی اپنے ساتھی کی فکر ہونی چاہئے۔

مولانا یحییٰ صاحب رحمۃ اللہ علیہ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ کے والد

۱۲؎ کنز العمال: ۱۵/۴۸۰ (۴۱۸۹۶)، باب الحریر، مؤسسۃ الرسالۃ

تھے اور قطب العالم حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھے۔ مولانا یحییٰ صاحب کے ساتھی مولانا ماجد علی صاحب جونپوری رحمۃ اللہ علیہ مرید ہونے سے کتراتے تھے۔ میرے شیخ شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک دن مولانا یحییٰ صاحب نے ان سے کہا کہ تم حضرت گنگوہی سے بیعت کیوں نہیں ہو جاتے؟ اتنے بڑے قطب العالم حضرت مولانا گنگوہی جیسا شیخ کہاں پاؤ گے؟ تو وہ سن کر خاموش ہو گئے، کوئی التفات نہیں کیا، کبھی انسان پر سستی اور غفلت بھی ہوتی ہے، نفس کا مزاج یہ ہے کہ میں آزاد رہوں حالانکہ آزاد رہنے والا بیل زیادہ لاٹھی کھاتا ہے، جو سانڈ کسی کسان کی رسی میں نہیں رہتے تو ان کے کئی نقصانات ہیں۔ نمبر ایک: ہر کھیت میں منہ ڈالتا ہے اور کھیت والے سے اتنی لاٹھی کھاتا ہیں کہ پوری کھال زخمی ہو جاتی ہے۔ نمبر دو: اسے وقت پر کھانا بھی نہیں ملتا کیونکہ وہ آزاد ہے، کوئی کھلانے والا نہیں۔ نمبر تین: جب بیمار ہو جاتا ہے تو مویشی خانہ کے ڈاکٹروں کے پاس لے جانے والا کوئی نہیں ہوتا۔ بتائیے! آزاد رہنے میں نقصان ہے یا نہیں؟ اور اگر تم کسی کسان سے تعلق کر لو، گردن میں اس کی رسی ڈال لو تو تمہیں وقت پر کھانا بھی ملے گا اور اگر بیمار ہو جاؤ گے تو کسان مویشی کے ڈاکٹروں کے پاس بھی لے جائے گا، اس کو ہر کھیت میں جانے نہیں دے گا، رسی کھینچے رکھے گا کیونکہ جانتا ہے کہ یہ بے چارہ لاٹھی کھائے گا اور میری بھی بدنامی ہو گی کہ فلاں کسان کا جانور میرا کھیت کھا گیا۔

اللہ کا راستہ طے کرنے کا آسان طریقہ

جو لوگ اللہ والوں کی محبت کی رسی اپنی گردن میں ڈال لیتے ہیں اس کے کتنے فائدے ہیں، آپ کو اس کے فائدے ہی فائدے ملیں گے، دعائیں الگ ملتی ہیں، اصلاح و تربیت الگ ملتی ہے، پھر ان کے متعلقین میں آپس میں جوڑ رہتا ہے، اگر معلوم ہو جائے کہ آج میرا پیر بھائی بیمار ہے تو دوسرا بھائی تڑپ جاتا ہے، اگر معلوم ہوا کہ آج میرے پیر بھائی کو فاقہ ہے تو دوسرا بھائی سموسہ نہیں نگل سکتا۔ غرض کتنے فوائد ہیں اور پھر دنیا کے ان فوائد کے علاوہ قیامت کے دن بھی ایک فائدہ ہو گا۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ منادی فرمائیں گے اَیْنَ

اَلْمُتَحَابُّوْنَ فِیَّ[۱۳] جو لوگ آپس میں ہماری وجہ سے محبت کرتے تھے وہ عرش کے سائے میں آجائیں۔ بتایئے یہ کتنا بڑا فائدہ ہے اور اس کا مزا اتنا ہے کہ عام لوگ جانتے ہی نہیں۔ میرے شیخ شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ والوں سے تعلق کے بعد اللہ کا راستہ آسان ہی نہیں ہوتا بلکہ مزیدار ہو جاتا ہے۔

دوسرے شیخ سے تعلق قائم کرنے پر دُہرا اجر ملتا ہے

اگر کسی کے شیخ کا انتقال ہو جائے تو وہ فوراً کسی دوسرے اللہ والے سے تعلق قائم کرے جیسے بیوہ ہو جانے کے بعد جس عورت کو دوبارہ شادی کرنا گراں گذرتا ہے تو وہ روٹی کپڑا اور مکان نہیں پائے گی اور محلہ والے بھی اسے بری نظر سے دیکھیں گے۔ جس طرح نکاحِ ثانی کے بہت سے فائدے ہیں یعنی روٹی کپڑا اور مکان ملتا ہے اسی طرح پہلے شیخ کے انتقال کے بعد دوسرے شیخ سے تعلق قائم کرنے سے روحانی روٹی، کپڑا اور مکان پھر سے مل جاتا ہے یعنی اللہ سے رابطہ فوراً شروع ہو جاتا ہے، اس شیخ کے ذریعہ اللہ کی محبت و خشیت اور تمام باطنی انعامات دوبارہ شروع ہو جاتے ہیں اور اجر بھی دُہرا ملتا ہے۔ جو شخص اپنے شیخ کے انتقال کے بعد دوسرا شیخ کرتا ہے اسے دُہرا اجر ملتا ہے، ڈبل اجر ملتا ہے۔ اس کی دلیل قرآن شریف کی آیت ہے **اُولٰٓئِکَ یُؤْتَوْنَ اَجْرَھُمْ مَّرَّتَیْنِ**[۱۴] جو لوگ ایک نبی پر ایمان لائے اس کے بعد ہمارے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں گے ان کے لئے دو اجر ہیں، ایک تو پہلے نبیوں پر ایمان لانا پھر ہمارے موجودہ نبی پر ایمان لانا کیونکہ ایک سے تعلق کے بعد دوسرے سے تعلق قائم کرنے میں مجاہدہ ہوتا ہے۔

اہل اللہ کی صحبتِ دائمی پر عجیب وغریب استدلال

میں اپنے شیخ شاہ عبد الغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ سترہ سال رہا، پھر ان کے انتقال کے بعد میں نے دوسرا شیخ کیا، تو بہت زبردست مجاہدہ ہوا مگر میں نے دل پر پتھر

---

[۱۳] مسند الطیالسی: ۹۶/۴، باب ما روی سعید بن یسار، طباعۃ النشر والتوزیع

[۱۴] القصص: ۵۴

رکھ کر اور طبیعت کے خلاف یہ تعلق قائم کیا اور آج اس کا فائدہ اٹھارہا ہوں کہ مجھے پیر بھائی بھی مل رہے ہیں اور روحانی اولاد بھی مل رہی ہے۔ میں نے الٰہ آباد میں **کُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ**[۱۵] پر تقریر کی تو مولانا قمر الزمان صاحب نے کہا میں تو اس تقریر سے مبہوت ہو گیا کیونکہ میں نے اس تقریر میں کہا تھا کہ **کُوۡنُوۡا** امر ہے اور امر بنتا ہے مضارع سے اور مضارع میں تجدد استمراری ہوتی ہے یعنی صادقین اور اہل اللہ کے ساتھ بار بار تعلق کا تجدد کرتے رہو، گویا ان سے تعلق رکھنا کسی زمانہ میں ختم نہیں کرو، اس تعلق میں استمرار ہونا چاہئے، اپنے سروں پر اہل اللہ کا سایہ بالاستمرار قائم رکھو۔

میرے مرشد ثانی حضرت مولانا شاہ ابرارالحق صاحب کا اخلاص تھا کہ انہوں نے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے بعد مولانا عبدالرحمٰن صاحب کیمل پوری کو اپنا شیخ بنایا، ان کے بعد خواجہ عزیز الحسن صاحب مجذوب رحمۃ اللہ علیہ سے تعلق کیا پھر میرے شیخ شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ سے تعلق قائم کیا، پھر مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے تعلق کیا، پھر مفتی محمود حسن گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے تعلق کیا حالانکہ اس وقت میرے شیخ کی ستر اسی سال کی عمر تھی مگر انہوں نے اہل اللہ سے مسلسل تعلق رکھا، اللہ والوں کا دائمی سایہ نعمت ہے۔

اگر کوئی طالبِ علم کسی اللہ والے سے مرید ہو تو اس کے قریبی ساتھیوں کو چاہئے کہ اس سے سبق لیں۔ تو حضرت مولانا یحییٰ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سوچا کہ مولانا ماجد علی جونپوری میرا ہم سبق، میرا بخاری شریف کا ساتھی ہے، یہ بغیر مرید ہوئے ایسے ہی آزاد رہ جائے گا، اتنے بڑے شیخ قطب العالم کی برکات وفیوض سے محروم رہ جائے گا تو کتنے نقصان کی بات ہو گی۔ لہٰذا ایک دن انہوں نے ایک ترکیب پر عمل کیا۔

مولانا رشید احمد گنگوہی کا ایک دلچسپ واقعہ

یہ واقعہ میرے شیخ شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ نے سنایا کہ ایک دن مولانا گنگوہی بخاری شریف کا سبق پڑھارہے تھے، حضرت پڑھائی کے درمیان تھوڑا سا وقفہ کرتے تھے اور اس میں ایک قصہ سناتے تھے، اس قصہ کے علاوہ حضرت کو کوئی اور قصہ آتا ہی نہیں تھا، تو

---

[۱۵] التوبہ:۱۱۹

حضرت قصہ سنا کر طلباء کو ہنسا دیتے تھے مگر خود نہیں ہنستے تھے، طلبہ ہنستے تھے مگر وہ نہیں ہنستے تھے۔ وہ کیا قصہ ہے یہ بھی سن لیجیے۔

میرے شیخ شاہ عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ ایک ہی قصہ سناتے تھے، یہ قصے کہانی والے لوگ کہاں تھے، انہیں اس ایک قصہ کے علاوہ کوئی اور قصہ یاد ہی نہیں تھا، مگر وہ قصہ بھی عجیب ہے، پوربی زبان کے لوگ اس کو خوب سمجھیں گے۔ تو فرمایا کہ دہلی میں دو بڈھا بڈھی رہتے تھے، ان کا کوئی خاندان نہیں تھا، نہ اولاد تھی نہ کوئی اور رشتہ دار مگر ان میں آپس میں بہت محبت تھی، مولانا گنگوہی فرماتے تھے کہ اتنی محبت تھی کہ بڈھا بڈھی ایک ہی رضائی میں سوتے تھے، بڈھا اُس بڈھی کا اتنا فرماں بردار تھا کہ جب اس کو پیشاب لگتا تھا تو بڈھی سے پوچھتا تھا کہ اے شیخائن! میں موتی ہوں یعنی مجھے پیشاب لگا ہے۔ دیکھئے! حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ جیسا عالم یہ قصہ بیان کر رہا ہے، دین پھیلانے کے لئے دل خوش کرنا بھی عبادت ہے، مجمع کو ہنسا دینے سے دماغ تازہ ہو جاتا ہے ورنہ آدمی تھک کر سو جائے گا یا بار بار گھڑی دیکھے گا، گھڑی گھڑی، گھڑی دیکھے گا کہ مولانا وعظ کب ختم کریں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ایسی توفیق دیں کہ لوگ یہ نہ سوچیں اور نہ گھڑی دیکھیں بلکہ یہ کہیں کہ کچھ دیر اور بیان کریں۔

تو حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ جیسے قطب العالم یہ قصہ بیان فرما رہے ہیں کہ وہ بڈھا اپنی بڑھیا سے اتنا زیادہ پیار کرتا تھا، اتنی محبت کرتا تھا کہ اس کی ہر بات مانتا تھا یہاں تک کہ اس کی اجازت کے بغیر پیشاب بھی نہیں کرتا تھا، مگر پرمیشن یعنی اجازت حاصل کرنے کا مضمون تو دیکھو کہ کہتا تھا اے شیخائن! شیخ کی بیوی کو شیخائن کہتے ہیں، اے شیخائن! میں موتوں گا یعنی مجھے پیشاب کرنا ہے۔ تو وہ بڑھیا کہتی تھی ہاں موت لو یعنی پرمیشن دے رہی ہے کہ مجھے کوئی اعتراض نہیں، تب شیخ جی پیشاب کرنے جاتے تھے۔ بس اتنا کہہ کر حضرت گنگوہی خاموش ہو جاتے تھے۔ اپنے بزرگوں کی صحبت کے یہ علوم ہیں، یہ باتیں کتابوں میں نہیں پاؤ گے، کتابوں میں مضمون لکھا رہے گا مگر مطلب نہیں سمجھ پاؤ گے۔ اب سب طلباء ہنس رہے ہیں اور حضرت خاموش ہیں مگر دل میں خوش ہوتے تھے کیونکہ طلباء کو ہنسانا چاہتے تھے۔

مولانا ماجد علی جونپوری کی مولانا رشید احمد گنگوہی سے بیعت

اب مولانا یحییٰ صاحب کی فراست دیکھو! اپنے ساتھیوں کی اس طرح خیر خواہی کی جاتی ہے، جب انہوں نے دیکھا کہ مولانا ماجد علی جونپوری مرید ہونے کے لئے تیار نہیں تو سوچا کہ یا اللہ! اتنے بڑے قطب العالم کے فیض سے میرا ساتھی محروم ہو جائے گا۔ جب بخاری شریف کا وقفہ ہوا تو مولانا یحییٰ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے استاد مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ حضرت! آپ مولانا ماجد علی کو بیعت کر لیجئے۔ اب دیکھئے جملہ کیسا ہے، یہ نہیں کہا کہ مولانا ماجد علی آپ سے بیعت ہونا چاہتے ہیں، حضرت سے یہ عرض کیا کہ آپ مولانا ماجد علی جونپوری کو بیعت فرمالیجئے۔ حضرت یہ سمجھے کہ یہ دونوں ساتھی ہیں، ساتھ پڑھ رہے ہیں، اغلب یہ ہے کہ شاید مولانا ماجد علی جونپوری نے ان کو اپنا وکیل بنایا ہے اور یہ خود مارے شرم کے نہیں کہہ رہے ہیں۔

تو حضرت نے بیعت کرنے کے لیے اپنا ہاتھ بڑھا دیا، اب کوئی نالائق شاگرد ہی ہو گا جو قطب العالم جیسے استاد سے کہہ دے کہ ہم تو مرید ہونا نہیں چاہتے لہٰذا مجبوراً مرید ہو گئے۔ اگر کوئی نالائق مرید ہوتا تو بعد میں لڑتا کہ تم نے ہم کو کیوں پھنسایا۔ میرے شیخ شاہ عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس کے بعد مولانا ماجد علی جونپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ساری زندگی مولانا یحییٰ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو شکریہ کا خط لکھتے رہے کہ ہم تو نالائق تھے، اپنے نفس کی وجہ سے بیعت ہونے کے شرف سے محروم رہتے لیکن آپ کا احسان ہے کہ آپ نے کتنے پیارے انداز سے قطب العالم کے دستِ مبارک پر اتنی بڑی نعمتِ عظمیٰ سے ہمیں مشرف کر دیا۔

اردو زبان میں دین کا عظیم الشان ذخیرہ ہے

بڑے افسوس کی بات ہے کہ اس ملک یعنی جنوبی افریقہ میں مسلمانوں نے اردو بالکل چھوڑ دی، آج نوجوان نسل کو اردو آتی ہی نہیں، اردو کو ہر مدرسہ میں لازم کر لو، کم از کم اتنی اردو تو جان لو کہ اپنے بزرگوں کی بات سمجھ سکو، لوگ کہتے ہیں کہ یہ بہت مشکل زبان ہے، زبان مشکل نہیں ہے بس محبت ہونی چاہئے۔ ایک صاحب سے میں نے کہا عربی سیکھ لو، انہوں

نے کہا کہ عربی بہت مشکل زبان ہے، میں نے کہا کہ اگر کراچی میں کسی عرب شیخ کی لڑکی سے آپ کی شادی کرادیں اور وہ رات کو عشاء کے بعد آپ کے پاس آئے اور کہے یَا حَبِیْبِیْ کَیْفَ حَالُكَ تو آپ صبح ہی عربی کا قاعدہ لے کر ضَرَبَ یَضْرِبُ کرتے نظر آئیں گے۔ ایسے ہی ہمیں اردو زبان سے بھی محبت ہونی چاہیے جس میں ہمارے اکابر کا ذخیرہ موجود ہے۔

بتاؤ! بزرگوں کی باتوں میں نور محسوس ہو رہا ہے یا نہیں؟ حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ قانون کے کتنے پابند تھے، ہر وقت کے اصول طے تھے مگر حضرت فرماتے ہیں کہ جب میں اپنے شیخ حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے، میاں جی رحمۃ اللہ علیہ کے یا اولیاء اللہ کے حالات پیش کرتا ہوں تو سب قانون ختم کر دیتا ہوں، جب میں اللہ تعالیٰ کے پیاروں کی بات کرتا ہوں، خدا کے عاشقوں کی بات کرتا ہوں تو میرے سب اصول ختم ہو جاتے ہیں، جب اللہ والوں کی بات پیش کرتا ہوں پھر مجھے وقت کا کچھ خیال نہیں رہتا۔

گناہوں سے بچنے کا غم ایمان کو تازہ کرتا ہے

شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جو سالک، جو مرید، جو مولوی، جو حافظ گناہوں سے نہیں بچے گا اس کا ایمان خوشبو دار نہیں ہو گا، اپنے ایمان سے نہ وہ خود مست ہو گا نہ دوسروں کو مست کر سکے گا۔ جو گناہوں سے بچنے میں زیادہ تکلیف اور غم اٹھاتا ہے وہ تقویٰ کا آتشِ غم بن جاتا ہے، اس آتشِ غم سے اُس کے ایمان کا کباب خوشبودار ہو جاتا ہے، جیسے کباب کی کچی ٹکیہ میں کباب کے سارے اجزاء موجود ہیں لیکن اس کو جو کھائے گا قے کرے گا کہ یہ کیسا کباب ہے۔ کیونکہ وہ کباب آگ پر تلنے کے مجاہدہ سے نہیں گذرا۔ اسی طرح وہ شخص جو بِجَمِیْعِ اَجْزَاءِہٖ عالم بھی ہے اور مرید بھی ہے لیکن گناہ چھوڑنے کے غم کی آگ میں اپنے ایمان کا کباب نہیں تلتا، کڑھائی میں سرسوں کا تیل ڈال کر اس کے نیچے آگ نہیں لگاتا اور کباب نہیں تلتا، جب کباب تلا نہیں جائے گا تو خوشبو کیسے آئے گی؟

میرے شیخ شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ایک ہندو کباب کی دکان کے سامنے سے گذرا جہاں گائے کا کباب تلا جارہا تھا، اس کی خوشبو سے ایسا مست ہوا کہ اس نے کہا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میں مسلمان ہو جاؤں گا، کباب کی ظالم خوشبو مجھ کو

مسلمان کر دے گی۔ اور حضرت نے فرمایا کہ جب ہم اور مولانا اصغر میاں صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ جونپور کے ایک مدرسہ میں پڑھا رہے تھے تو وہاں میرے شیخ شاہ عبد الغنی صاحب سولہ کتابیں پڑھاتے تھے اور رات کو دو بجے تک مطالعہ کرتے تھے۔ میرے شیخ اتنے قابل تھے۔

اختر آج آزادوِل دارالعلوم میں قسم کھا کر کہتا ہے کہ واللہ! جس ظالم نے اپنے کو گناہ سے نہ بچایا اور گناہ چھوڑنے کا غم نہ اٹھایا وہ ساری زندگی حق تعالیٰ کے قربِ خاص سے محروم رہا اور جب مرے گا تو جن حسینوں سے دل بہلا رہا ہے، ان کی نمازِ جنازہ پڑھنے سے بھی محروم ہو جائے گا، یہ جتنے بھی حسین ہیں کیا ان کو اپنے ساتھ قبر میں لے جائے گا؟ قبر میں کوئی حسین اور حسینہ نظر آئے گی؟ تو یہ شخص کتنا بڑا احمق اور انٹرنیشنل گدھا ہے کہ اپنی زندگی کو ضائع کر رہا ہے۔ حق تعالیٰ کے قربِ خاص سے مشرف ہونا معمولی نعمت نہیں ہے۔ جتنے گناہ ہیں یہ سب منکر ہیں یعنی اجنبی ہیں اور نیکیاں معروف ہیں یعنی ہم ان سے مانوس ہیں، لہٰذا ذِکر و فکر کریں اور اگر گناہ چھوڑنے کا غم اٹھالیں تو کیا پائیں گے؟ گناہ چھوڑنے کے غم سے آپ متقی ہو جائیں گے۔ اور متقی ہونے کا انعام بھی کتنا بڑا ہے کہ اس سے قلب میں حلاوتِ ایمانی ملے گی اور آپ کا ایمان اتنا خوشبو دار ہو جائے گا کہ جدھر سے گذرو گے لوگ کہیں گے کہ کوئی اللہ والا جارہا ہے، آپ کو بتانے کی ضرورت نہیں پڑے گی، کباب کی دکان پر جب کباب تلا جاتا ہے تو وہاں بورڈ لگانے کی ضرورت نہیں ہوتی کیونکہ جب کباب تلا جائے گا تو اس کی خوشبو خود اعلان کرتی ہے، وہ خوشبو خود بورڈ ہے، کباب کا اشتہار ہے۔ اب حضرت کا ایک جملہ سن لو، مولانا فضلِ رحمٰن گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت سے کہتا ہوں، ہم لوگ اعظم گڑھ کے ہیں تو وہاں کی پوربی زبان کا جملہ ہے کہ اَس کے جرے تو کس نے لبائے، یعنی جو اپنے دل کو اللہ کے خوف سے اور گناہوں کو چھوڑنے کے غم سے جلائے گا تو کیا خوشبو پیدا نہ ہو گی؟

ایک نظر بچائی، دوسری بچائی، تیسری بچائی تو اتنا غم جو اٹھائے گا تو مزا بھی خوب پائے گا، اتنا مزا پائے گا کہ حرام مزا بھول جائے گا۔ واللہ! قسم کھا کر کہتا ہوں، اللہ کے لئے میری بات مان لو کہ نظر بچانے کا غم اٹھانے پر اللہ تعالیٰ عظیم الشان مزا دیتا ہے، وہ جتنا پیارا ہے اس کے راستہ کا غم بھی اتنا پیارا ہے۔ بتاؤ! اللہ سب سے پیارا ہے یا نہیں؟ تو ان کے راستہ

کا غم بھی اتنا ہی پیارا ہے، تجربہ کر کے تو دیکھو۔

دین کی خدمت میں مشغول علماء کے لیے مشائخ کا عمل

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے میرے شیخ اوّل حضرت عبد الغنی صاحب پھولپوری کو خط میں لکھا کہ صلوٰۃ تنجینا ستر دفعہ پڑھ لیا کریں۔ میرے شیخ نے جواب میں لکھا کہ حضرت میں سولہ کتابیں پڑھا رہا ہوں، رات دو بجے تک مطالعہ کرتا ہوں، ستر دفعہ کیسے پڑھ سکتا ہوں۔ دیکھئے شیخ کا کمال! حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ جب آپ اتنے مشغول ہیں تو علمی مشغلہ کی وجہ سے آپ کا وظیفہ کم کرتا ہوں، آپ ستر دفعہ نہ پڑھیں سات مرتبہ پڑھ لیں، قرآن پاک میں ایک پر دس کا وعدہ ہے فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا[۱۶] تو تمہارا سات دفعہ ستر کے برابر ہو جائے گا۔ یہ شیخ کا کمال ہے کہ جو لوگ مشغول ہیں اور درس و تدریس میں لگے ہیں، جنہیں فرصت نہیں ہے ان کو زیادہ وظیفہ بتانا فراست کے خلاف ہے، ان کو تھوڑا وظیفہ بتاؤ۔ بس ایک وظیفہ زیادہ بتاؤ کہ کام نہ کرو، وہ پوچھے گا کہ کون سا کام نہ کریں تو کہو کہ جس کام سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں وہ کام نہ کرو، اور اس میں مشقت بھی کوئی نہیں ہے، آپ کتنے ہی مشغول ہیں، بخاری شریف پڑھا رہے ہیں، افتاء کا کام کر رہے ہیں لیکن گناہ سے بچنے میں کون سی مشغولیت آڑے آتی ہے؟ کام نہ کرو آرام سے رہو، رام رام نہ کرو آرام سے رہو۔

عشقِ مجازی کی آخری منزل خبیث مقامات ہیں

جب حلاوتِ ایمانی سے دل لبریز ہو جائے گا تو سب حرام مزے بھول جاؤ گے بلکہ کہو گے کہ ہم کہاں نجاست اور غلاظت میں پڑے ہوئے تھے کیونکہ عشقِ مجازی کے آخری مقامات نجاست اور غلاظت کے مقامات ہی ہیں ؎

عشقِ بتاں کی منزلیں ختم ہیں سب گناہ پر
جس کی ہو انتہاء غلط کیسے صحیح ہو ابتداء

بتاؤ! جن معشوقوں سے ہم نظر بازی کرتے ہیں اگر یہ ہم کو مل جائیں تو شیطان ان کے فرسٹ

[۱۶] الانعام: ۱۶۰

فلور سے گراؤنڈ فلور میں داخل کرے گا یا نہیں؟ اور گراؤنڈ فلور کے مقامات کیا ہیں؟ نجاست اور غلاظت کے مقامات ہی تو ہیں۔ اس پر میرا شعر ہے ؎

عشقِ بتاں کی منزلیں ختم ہیں سب گناہ پر
جس کی ہو انتہاء غلط کیسے صحیح ہو ابتداء

حسینوں سے نظر بازی کی آخری منزل نجاست و غلاظت کے خبیث مقامات ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے کَانَتْ تَّعْمَلُ الْخَبٰٓئِثَ[۱۷] فرمایا کہ بد فعلی نہایت خبیث عمل ہے، خبیث مقامات کے جو مقدمات ہوتے ہیں وہ بھی خبیث ہوتے ہیں، حرام کا مقدمہ حرام اور خبیث کا مقدمہ خبیث ہوتا ہے، فاعل بھی خبیث اور مفعول بھی خبیث اور جائے فعل بھی خبیث اور اس خبیث راستے میں جو ہدیہ دے کر معشوق کو پٹایا وہ ہدیہ بھی خبیث۔ چونکہ نظر بازی خبیث عمل ہے اس لئے نظر باز کے چہرہ پر لعنت برستی ہے، بد نظری کرنے والوں کی آنکھیں دیکھ لو اور متقی لوگوں کی آنکھیں دیکھ لو، دونوں میں فرق ہو گا، متقی کی آنکھ میں اللہ کے نور کی چمک ہو گی۔

نظر کی حفاظت پر اللہ کی تجلیات کے جلوے

جو اللہ کے لئے غم اٹھا رہا ہے اس کے دل میں بھی جلوے ہیں، اگر وہ رو پڑے کہ یا اللہ! تیرا شکر ہے کہ آج آپ نے ہم کو توفیق دی کہ ہم نے ان حسینوں سے نظر بچائی تو ان کی آنکھوں میں جو آنسو آئے گا وہ بھی اللہ تعالیٰ کی تجلی کا شاہد اور گواہ ہو گا، کیونکہ وہ آنسو اللہ تعالیٰ کے لئے نکلے ہیں، وہ اللہ کا شکریہ ادا کر رہا ہے کہ اس کا احسان و کرم ہے کہ میں نے آپ کو ناراض کر کے حرام خوشیوں کو درآمد نہیں کیا، یہ آنسو اللہ تعالیٰ کی تجلی کے شاہد ہوں گے، گواہ ہوں گے، اس میں اللہ تعالیٰ کی تجلی کے جلوے نظر آئیں گے۔ شاعر کہتا ہے ؎

تابِ نظر نہیں تھی کسی شیخ و شاب میں
اُن کی جھلک بھی تھی مری چشمِ پُر آب میں

یعنی میری نظر سے نظر ملانے کی کسی بوڑھے اور جوان میں ہمت نہیں تھی کیونکہ میری آنسو

---

[۱۷] الانبیآء:۷۴

بھری آنکھوں میں اللہ تعالیٰ کی تجلی کی جھلک تھی۔

دوستو! ذرا اللہ تعالیٰ پر مر کے تو دیکھو، کیا اللہ تعالیٰ ارحم الراحمین نہیں ہیں؟ ان حسینوں سے جو گالیاں اور جوتے کھارہے ہو، ان کو ہینڈل کرنے سے سر پر جو سینڈل پڑتے ہیں ان سے اپنی کھوپڑی کو جو فارغ البال کررہے ہو تو ذرا اللہ تعالیٰ پر بھی تو مر کر دیکھو کہ اللہ تعالیٰ کتنے ارحم الراحمین ہیں، اپنے عاشقوں کو کتنے انعامات دیتے ہیں، اس کے قلب پر، اس کی روح پر کس قدر حیات برستی ہے ؎

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را

ہر زماں از غیب جانِ دیگر است

اللہ والے جو ہر وقت گناہ سے بچنے کا غم اُٹھاتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو عالمِ غیب سے ہر وقت نئی نئی جان عطا کرتا ہے، ہر وقت جان میں جان عطا ہوتی ہے ؎

زندگی پُر بہار ہوتی ہے

جب خدا پر نثار ہوتی ہے

دل شکستہ کی تسلی کے لیے ایک الہامی مضمون

بتاؤ! اللہ کی دوستی بہتر ہے یا ان مرنے والی لاشوں کی دوستی؟ اور کیا سمجھتے ہو تم کہ جو اللہ تعالیٰ لیلاؤں کو نمک دے سکتا ہے، مولیٰ کے نام کی وہ لذت تم کو کافی نہیں ہوگی، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اَلَیْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ[18] نازل فرمایا کہ اے ظالمو! تم اِدھر اُدھر کیا تاکتے جھانکتے ہو، کیا اللہ تمہارے لئے کافی نہیں ہے؟ یہاں نکرہ تحت النفی واقع ہوا ہے، اِنَّ النَّكِرَةَ اِذَا وَقَعَتْ تَحْتَ النَّفْيِ تُفِيْدُ الْعُمُوْمَ، جب نکرہ نفی کے تحت واقع ہوتا ہے تو فائدہ عموم کا دیتا ہے۔ اس آیت میں ایک بڑا زبردست رومینٹک مضمون ہے جو ابھی حال ہی میں اللہ تعالیٰ نے میرے قلب کو عطا فرمایا ہے کہ اَلَیْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ، اے ظالمو! حرام نگاہوں سے اِدھر اُدھر نظر مارنے والو! میرا رزق کھا کر، میری روٹی کھا کر جو

۱۸؎ الزمر:۳۶

طاقت پیدا ہوئی اس کو غلط استعمال کرتے ہو، اگر میں چاہوں تو زمین کے اوپر اور آسمان کے نیچے تمہاری آنکھیں نوچ لوں، تمہیں اندھا کردوں، اگر چاہوں تو تمہاری شکل سور والی بنادوں، میرے حلم و کرم سے غلط فائدہ اٹھانے والو سن لو! اَلَیۡسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبۡدَہٗ کیا اللہ تمہارے لئے کافی نہیں ہے؟ پھر مجھ کو چھوڑ کر اِدھر اُدھر کیوں دیکھتے ہو؟ بتایئے! اس میں رومینٹک مزاج والوں کا علاج ہے یا نہیں؟ اَلَیۡسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبۡدَہٗ کیا اللہ تمہارے لئے کافی نہیں ہے؟ جو ساری لیلاؤں کو نمک دے سکتا ہے وہ تم کو نمکیاتِ لیلائے کائنات کا حاصل نہیں دے سکتا؟ وہ مولیٰ ایسا ہے کہ تمہارے دل میں اپنی تجلی خاص نازل فرمائے گا اور تمہارا قلب ساری لیلاؤں سے مستغنی ہو جائے گا۔

اہل اللہ سے وفاداری پر استقامت کا مجاہدہ

اختر نے تین بزرگوں کی صحبتیں اٹھائی ہیں، اِس کی باتیں غور سے سن لو، روئے زمین پر اللہ والوں کی اتنی زیادہ صحبت اٹھانے والے ڈھونڈو گے تو کم پاؤ گے، سترہ سال شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ مسلسل دن رات رہنے کا شرف اختر کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا اور اس سے پہلے تین سال مولانا محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ روزانہ تین چار گھنٹے حضرت کی خدمت میں رہتا تھا جہاں ہندوستان بھر کے بڑے بڑے علماء حضرت کی مجلس میں ہوتے تھے جس میں حضرت کے اشعار ہوتے تھے اور اب مولانا شاہ ابرارالحق صاحب دامت برکاتہم کے ساتھ رہنے کی سعادت اللہ تعالیٰ عطا فرمارہے ہیں، کتنی دفعہ کراچی سے ایک دو دن نہیں، پچاس پچاس دن حضرت کے پاس جاکر رہا ہوں، اب بھی جب حضرت کراچی تشریف لاتے ہیں تو میں پورے پاکستان میں حضرت کے ساتھ رہتا ہوں۔ ایک صاحب نے پوچھا آپ اپنے شیخ کے ساتھ کہاں تک جائیں گے؟ میں نے کہا کہ میں کراچی سے درۂ خیبر تک، پاکستان کی آخری سرحد تک جاؤں گا اور جب میرا شیخ میرے ملک کی سرحد پار کرے گا تو میں مجبور ہو جاؤں گا، کیونکہ پاسپورٹ اور ویزہ کا مسئلہ ہوتا ہے۔ ایک مرتبہ کراچی ایئرپورٹ پر حضرت کو کراچی میں داخل ہونے کی اجازت نہیں ملی، میرے شیخ رات کو ایئرپورٹ کے ایک ہوٹل میں سوئے، اس وقت سب لوگ حضرت کو چھوڑ کر چلے گئے تھے مگر میں نہیں گیا، میرے دل نے

فتویٰ دیا کہ اس وقت شیخ کو چھوڑ کر جانا مناسب نہیں، وہاں رات بھر جہازوں کا شور تھا، میں نے حضرت سے عرض کیا کہ مجھے اس شور میں نیند نہیں آرہی ہے، حضرت نے روئی نکال کر دی اور فرمایا کہ دونوں کانوں میں روئی ٹھونس لو، میں نے کانوں میں روئی لگائی اور آرام سے سو گیا۔ دیکھا! اللہ والے نیند کی دوا بھی بتاتے ہیں۔ کیا کہیں میں نے تو اللہ والوں کی محبت اور ان کی صحبت کو دونوں جہاں کا حاصل پایا ہے۔ اس پر میرا کتنا درد بھرا شعر ہے ؎

دل چاہتا ہے ایسی جگہ میں رہوں جہاں
جیتا ہو کوئی درد بھرا دل لئے ہوئے

اسبابِ حصولِ معیتِ الٰہیہ

جس کے قلب میں اللہ کی محبت کا دردِ عظیم ہو کہ وہ مالک کی یاد کے بغیر ایک پل چین نہ پاتا ہو اور تقویٰ کی راہ میں اللہ کے راستہ کا غم بھی اُٹھاتا ہو، خالی سموسہ کھانے والا نہ ہو، جو اللہ کی نعمت کھا کر شکر کرنے والا شاکر تو ہے مگر ان کی راہ میں گناہوں سے بچنے کا غم اٹھا کر صبر کرنے والا صابر نہیں ہے تو اس کو اللہ تعالیٰ کی معیت کیسے حاصل ہوگی؟ کیونکہ اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے بارے میں فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ [19] اور یہ گناہ سے بچنے میں صبر نہیں کرتا تو اللہ کی معیت کیسے پائے گا؟ کیا یہ آیت میری بات کی وضاحت نہیں کرتی کہ جو گناہ سے بچنے کے غم پر صبر نہیں کرتا، گھبرا جاتا ہے، دو چار تقاضے ہوئے اور حسینوں کو دیکھنے لگتا ہے جبکہ صبر آپ کو نسبتِ اولیائے صدیقین دلا سکتا ہے یعنی گناہ سے بچنے پر صبر اور نیک اعمال کرنے پر صبر، اور نیک عمل کرنے پر بھی استقامت ہو اور گناہ سے بچنے پر بھی استقامت ہو۔ یہ دو صبر ہو گئے، تیسرے صبر کا نام ہے اَلصَّبْرُ فِی الْمُصِیْبَةِ تین صلے کے علاوہ اس کا چوتھا صلہ نہیں ہے۔ صبر کی تین ہی قسمیں ہیں اَلصَّبْرُ فِی الْمُصِیْبَةِ، اَلصَّبْرُ عَلَی الطَّاعَاتِ اور اَلصَّبْرُ فِی الْمَعْصِیَةِ [20] تین قسم کا صبر کر لو، مسجد میں اعلان کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کو اولیائے صدیقین بنا دیں گے۔ اس پر مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کی تائید دیکھو

---

[19] البقرة:۱۵۳

[20] مرقاۃ المفاتیح:۲/۶، کتاب الطهارة، دار الکتب العلمیة بیروت

صبر بگذیدند و صدیقیں شدند

جن سالکین نے صبر اختیار کیا وہ صدیقین ہوگئے، نبی کے بعد ان کا درجہ ہے۔ نظر بچانے پر غم اٹھانا معمولی غم ہے؟ یہ اللہ کے راستہ کا غم ہے۔ بتاؤ! اللہ قیمتی ہے یا نہیں؟ اللہ کا راستہ قیمتی ہے یا نہیں؟ تو اللہ کے راستہ کا غم قیمتی ہوا یا نہیں؟ جو سڑکوں پر نظر بچائے گا وہ ہنس ہے، قیمتی موتی کھا رہا ہے، ہنس ایک پرندہ ہے جس کی غذا موتی ہے، جو نظر نہیں بچاتا وہ ہنس نہیں ہے وہ حسینوں کو دیکھ کر کوے کی طرح غلاظت کھا رہا ہے۔ بتایئے! کتنا فرق ہے اس میں کہ جو بد نظری سے عورتوں کو دیکھتا ہے وہ غلاظت کھاتا ہے، یہ کوا ہے، زاغ ہے، غراب ہے اور جو نظر بچا کر غم اٹھاتا ہے، یہ ہنس ہے جو موتی کھاتا ہے، اللہ کے راستہ کا قیمتی موتی کھاتا ہے، جو بندہ اتنا غم اٹھائے گا اس کی روحانیت کا کیا عالم ہوگا کیونکہ نفس میں گناہوں سے بچنے میں جتنا غم آتا ہے اللہ تعالیٰ روح میں اتنا ہی نور پیدا کرتا ہے، ایسے شخص کی روح میں نور کا کیا عالم ہوگا۔ میں پوچھتا ہوں کہ یہ اللہ کی محبت کا تقاضا ہے یا نہیں؟ ظالمو! جو عشق کا نام لیتے ہیں، جو لوگ اشعار بھی کہتے ہیں، جو لوگ محبت کا نام لیتے ہیں، میں ان سے محبت ہی کے نام پر یہ فریاد کرتا ہوں کہ بتاؤ اللہ تعالیٰ کو خوش کرنا اور ان کی ناخوشی سے بچنا کیا یہ محبت کا حق نہیں ہے؟ ایک شاعر تھا فانی بدایونی، اس کو اپنی بیوی سے عشق تھا، ایک دن بیوی ناراض ہوگئی تو اس نے یہ شعر کہا ؎

ہم نے فانیؔ ڈوبتے دیکھی ہے نبضِ کائنات
جب مزاجِ یار کچھ برہم نظر آیا مجھے

اے فانی! ہم نے تو پوری دنیا کی نبض ڈوبتے دیکھی ہے، جب میری بیوی ذرا سی ناراض ہو جاتی ہے تو مجھے پوری دنیا اندھیری معلوم ہوتی ہے۔ تو یہ شعر پڑھنے والو اور محبت کا نام لینے والو! کس طرح سڑکوں پر بے دردی سے نظریں خراب کرتے ہو اور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بد دعا خریدتے ہو، ہمیں بتاؤ! تم نے بد نظری سے آج تک کیا پایا؟ سب عاشقوں اور نظر بازوں سے پوچھتا ہوں کہ آج تک سوائے بے چینی کے کچھ ملا؟ میں کچھ نہیں جانتا تھا کہ آج کیا بیان کروں گا، میرا ارادہ تھا کہ آج میں صرف اشعار سنوں گا لیکن بیچ میں نثر آگئی۔

اشعار کی شرعی حیثیت

بعض لوگ اشعار سننے کو اچھا نہیں سمجھتے ہیں حالانکہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت حسان رضی اللہ عنہ سے اسلام کی عظمتوں پر، حق تعالیٰ کی شان پر اور رسالت کی عظمتوں پر اشعار سننا ثابت ہے اور حضرت حسان رضی اللہ عنہ کا اشعار سنانا بھی ثابت ہے،[۲۱] لہٰذا اس وقت جو اصلاحی اشعار سنائے جارہے ہیں تو سمجھ لو کہ دو سنتیں ادا ہورہی ہیں، سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور سنتِ صحابہ رضی اللہ عنہم، جو اشعار سناتا ہے اس کو بیک وقت دونوں سنتوں کا ثواب حاصل ہوتا ہے یعنی سنانے کا بھی اور سننے کا بھی کیونکہ جو سناتا ہے اس کا کان بھی تو سنتا ہے، لوگوں کا عموماً اس طرف خیال نہیں جاتا۔ جو سننے والے ہیں وہ یہ نیت کرلیں کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اللہ تعالیٰ کی محبت و معرفت اور اسلام کی عظمتوں پر اشعار سنے ہیں، ایک روایت میں ہے کہ آپ نے تسلسل کے ساتھ ایک ہی مجلس میں سو اشعار سنے ہیں۔

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی سے فرمائش کی مجھے فلاں شاعر کا شعر سناؤ، انہوں نے ایک شعر سنایا تو آپ نے فرمایا کہ اور سناؤ پھر اتنی فرمائش کہ صحابی کہتے ہیں حَتّٰی اَنْشَدْتُ مِأَةَ بَیْتٍ[۲۲] یہاں تک کہ میں نے سو اشعار سنائے۔

اُمّی صحابہ کا فصیح و بلیغ کلام

بعض لوگ جو قواعد سے واقف نہیں ہیں وہ مِأَةُ اَبْیَاتٍ کہتے ہیں کہ جب سو کا عدد ہے تو اس کی تمیز جمع ہونی چاہئے اور بَیْتٌ کی جمع اَبْیَاتٌ ہے، تو جو لوگ قواعد سے واقف نہیں ہیں ان کو بتا دیتا ہوں کہ ایک اور دو کی تمیز نہیں آتی، اَلْوَاحِدُ وَالْاِثْنَانِ لَاتَمِیْزَ لَھُمَا جیسے جَاءَ رَجُلٌ وَاحِدٌ مت کہو رَجُلٌ خود واحد، اس کی تمیز کی ضرورت نہیں،

---

[۲۱] تفسیر القرطبی: ۷/۱۵۱، الشعراء (۲۲۴)، مطبوعہ ایران

[۲۲] تفسیر القرطبی: ۷/۱۴۵، الشعراء (۲۲۴)، مطبوعۃ ایران

فضول الفاظ کیوں خرچ کرتے ہو، جَاءَ رَجُلٌ ایک آدمی آیا جَاءَ رَجُلَانِ دو آدمی آئے، اب وَاحِدٌ یا اِثْنَانِ لگانے کی ضرورت نہیں، کافیہ کی عبارت ہے اَلْوَاحِدُ وَ الْاِثْنَانِ لَا تَمِيْزَ لَهُمَا ایک اور دو کے لئے تمیز نہیں آتی، بس جَاءَ رَجُلٌ اور جَاءَ رَجُلَانِ، رَأَيْتُ رَجُلًا وَرَأَيْتُ رَجُلَيْنِ اب یہاں رَجُلًا وَاحِدًا یا رَجُلَانِ اِثْنَانِ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور تین سے دس تک کی تمیز جمع مجرور آئے گی جیسے رَأَيْتُ ثَلَاثَةَ مَسَاجِدَ، میں نے تین مسجدیں دیکھیں، یہاں مسجد کی جمع آئے گی۔ اسی طرح گیارہ سے ننانوے تک کی تمیز مفرد منصوب ہوگی جیسے رَأَيْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا میں نے گیارہ ستارے دیکھے۔ اور سو کے بعد اِلٰی غَيْرِ النِّهَايَةِ سب کی تمیز مفرد مجرور ہوگی۔

صحابی کی اس روایت سے معلوم ہوا کہ وہ عربی قواعد سے بولتے تھے حالانکہ اونٹ چراتے تھے، مدارس میں نہیں پڑھتے تھے مگر عربی قواعد سے بولتے تھے۔ بتایئے یہ کتنی صحیح عبارت ہے حَتّٰی اَنْشَدْتُّ مِأَةَ بَيْتٍ یہاں تک میں نے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو سو اشعار سنائے۔ اس حدیث سے دو سنتیں ثابت ہوئیں، نمبر ایک، سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا شعر سننے کی فرمائش کرنا اور نمبر دو، صحابی کا شعر سنانا۔

ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا اِذَا اَكَلْتُ اللَّحْمَ فَانْتَشَرْتُ [۲۳] اور ترمذی کی روایت میں اِذَا اُصِبْتُ اللَّحْمَ [۲۴] کے الفاظ ہیں کہ جب میں گوشت کھاتا ہوں تو انتشار محسوس کرتا ہوں، حالانکہ انتشار ایک جز میں ہوتا ہے لیکن صحابی نے پورے جسم کو تعبیر کیا، یہ حیاء اور کمالِ ادب ہے، اس کا نام تَسْمِيَةُ الْكُلِّ بِاسْمِ الْجُزْءِ ہے، دیہاتی صحابی نے مجازِ مرسل بولا، اونٹ چرانے والوں کی شان تو دیکھو!

يَصْنَعُوْنَ کی چار تفسیریں

میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں لفظ يَصْنَعُوْنَ کیوں نازل فرمایا؟ کیونکہ نظر باز کی شکل مختلف ڈیزائن میں بنتی ہے، کبھی سور بنتا ہے، کبھی کتا بنتا ہے،

۲۳؎ الدر المنثور: ۵/۴۲۰، المائدہ (۸۷)

۲۴؎ سنن الترمذی: ۵/۴۲۶، باب تفسیر سورۃ المائدہ (۸۷)

کبھی گدھا بنتا ہے، کبھی اس کے چہرہ پر بے شمار اُلو نظر آتے ہیں، کیونکہ اللہ کے نافرمان سے بڑھ کر دنیا میں کوئی احمق نہیں، کوئی بے وقوف نہیں۔ کیا اتنی بڑی ذات کو ناراض کرنے والا عقل مند ہے؟ آج یَصۡنَعُوۡنَ کی چار تفسیریں بھی سن لیں۔

یَصۡنَعُوۡنَ کی پہلی تفسیر

اِنَّ اللّٰہَ خَبِیۡرٌۢ بِمَا یَصۡنَعُوۡنَ [۲۵] کی پہلی تفسیر ہے اَیۡ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیۡرٌۢ بِاِجَالَۃِ النَّظۡرِ جب تم نظر گھما گھما کر اُلو کی طرح، گدھے کی طرح دیکھتے ہو تو اللہ تعالیٰ تمہیں دیکھتا ہے اور جو لوگ کچھ اللہ اللہ بھی کرتے ہیں وہ ایسے دیکھتے ہیں کہ ذرا سا دیکھا پھر جلدی سے جھٹکا مار کر نظریں ہٹا کر دوسری طرف دیکھا مگر شیطان نے ان کو پھر اُدھر کر دیا، غرض بار بار ایسے ہی نظر بازی کرتے رہتے ہیں۔

میں نے ایک ڈاکٹر کا نقشہ کھینچا ہے کہ ڈاکٹر نسخہ لکھ رہا ہے اور مریضہ بہت کم عمر لڑکی ہے، تو ایک دفعہ اس کو دیکھا پھر نسخہ لکھا، ادھر قلم چل رہا ہے، اُدھر نظر چل رہی ہے، قلم کاغذ پر چل رہا ہے اور نظر اس حسین پر چل رہی ہے۔ جو اس بے وقوفی میں مبتلا ہوتا ہے اس کو احساس بھی نہیں ہوتا، جس کو احساسِ بد نظری نہ ہو تو یہ بھی عذاب ہے۔ اس عذاب کی دلیل قرآن پاک کی یہ آیت ہے وَلَا تَکُوۡنُوۡا کَالَّذِیۡنَ نَسُوا اللّٰہَ میرے ساتھ کافروں کی طرح کا معاملہ مت کرو جیسے کافر ہم کو بھولے ہوئے ہیں تو تم بھی ان مرنے والی لاشوں کو دیکھ کر ہمیں بھول جاتے ہو، فَاَنۡسٰھُمۡ اَنۡفُسَھُمۡ [۲۶] اللہ تعالیٰ ان کو ان کی جان سے بے خبر کر دیتا ہے، یہ اپنی جانوں سے بے خبر ہو جاتے ہیں، اس لئے ان کو کچھ پتہ نہیں چلتا کہ ہم کیا کر رہے ہیں۔ کم از کم اتنا تو سوچو کہ ہم کیا کر رہے ہیں، یہ کیسا فاعل ہے کہ اپنے فعل کے بارے میں اس کو احساس بھی نہیں ہے کہ ہم کیا کر رہے ہیں، ایک دن ایسا شخص پاگل ہو جاتا ہے۔

۲۵؎ النور: ۳۰

۲۶؎ الحشر: ۱۹

جَالَ یَجُوْلُ کے معنیٰ ہیں گھومنا اور اَجَالَ یُجِیْلُ کے معنی ہیں گھمانا یعنی اے ظالمو! جب تم نظر گھما گھما کر دیکھتے ہو۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے کیا تفسیر کی ہے! مگر یہ پیری مریدی کی برکت ہے، یہ وہ عالم ہیں جس کے بارے میں علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ روئے زمین پر عربی زبان میں اتنی عمدہ کوئی تفسیر نہیں ہے۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ ملک شام کے مولانا خالد کُردی رحمۃ اللہ علیہ سے مرید تھے اور مولانا خالد کُردی مولانا غلام علی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے اور مولانا غلام علی مولانا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے۔ اور علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ بھی مولانا خالد کُردی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے۔ علامہ آلوسی اور علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہما دونوں پیر بھائی ہیں، کیا پیر بھائی ہونا نعمت نہیں ہے؟ اس کی قدر سمجھو، ایک شیخ سے جب کئی لوگ مرید ہوتے ہیں تو ان میں آپس میں کتنی محبت ہوتی ہے۔ جیسے صحابہ ایک پیغمبر کے عاشق ہوتے ہیں تو ان میں ایک دوسرے کی کیسی محبت ہوتی ہے۔

یَصْنَعُوْنَ کی دوسری تفسیر

اِنَّ اللہَ خَبِیْرٌ بِمَا یَصْنَعُوْنَ کی دوسری تفسیر ہے اِنَّ اللہَ خَبِیْرٌ بِاسْتِعْمَالِ سَائِرِ الْحَوَاسِ یعنی اللہ جانتا ہے کہ حواسِ خمسہ میں سے تم نے قوتِ باصرہ کو جو بد نظری کرکے خبیث کیا ہے تو اس کی وجہ سے تمہارے باقی حواسِ اربعہ بھی فعلِ بد کی خباثت میں ملوث ہو جائیں گے پھر تم کان سے اس کی بات سنوگے، زبان سے اس سے بات کرنے کی کوشش کروگے، مٹک مٹک کر، چٹک مٹک کر اور خوب سر ہلا ہلا کر اس سے باتیں کرو گے یُحَرِّکُ رَأْسَہٗ یَتَبَسَّمُ وَ یَتَکَلَّمُ مَعَہٗ وَ بِہٖ وَ لَہٗ وَ عَلَیْہِ وَ فِیْہِ تکلم کی جتنی قسمیں ہیں کیا اس جملہ میں میں نے کوئی ضمیر چھوڑی؟ دوستو! آپ لوگوں کی خدمت کے لئے اللہ تعالیٰ یہ مضامین دے رہے ہیں۔ جب قوتِ باصرہ لعنتی ہوگی اس کے بعد تمہارے سارے حواس گناہ میں مبتلا ہو جائیں گے، پھر تم اس سے بات کرکے مزا لوگے، تبسم کروگے، ہنسوگے، مسکراؤگے، کان سے اس کی بات سنوگے، ہاتھ سے اس کو خط لکھوگے، تو اس سارے معاملہ سے کتنا ضرر ہوا۔

یَصۡنَعُوۡنَ کی تیسری تفسیر

اب اِنَّ اللّٰہَ خَبِیۡرٌۢ بِمَا یَصۡنَعُوۡنَ کی تیسری تفسیر سن لو۔ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیۡرٌ بِتَحۡرِیۡكِ الۡجَوَارِحِ، جوارح اعضاء کو کہتے ہیں۔ بدنظری سے پہلا نقصان تم کو یہ پہنچا کہ تمہاری آنکھیں لعنتی ہوئیں، دوسرا نقصان یہ پہنچا کہ کان وزبان اور تمہارے سارے حواسِ خمسہ اس میں مبتلا ہوئے اور تیسرا ضرر یہ پہنچا کہ تمہارے اعضاء بھی حرکت میں آجائیں گے، پاؤں اس کی گلی کی، اس کے گھر کی زیارت کریں گے، اُلو اور گدھے کی طرح سے اس کی گلیوں کے چکر لگاؤ گے۔ ذرا عشق بازی کے اسٹیشنوں کو دیکھئے! پہلے آنکھ کا اسٹیشن مبتلا ہوا، پھر کان کا اسٹیشن مبتلا ہوا، اس کے بعد اس کے گھر کا چکر لگ رہا ہے یعنی قدم چل رہے ہیں، خط لکھا جارہا ہے یعنی ہاتھ چل رہے ہیں، جسم کے تمام جوارح گناہ میں مبتلا ہو رہے ہیں۔

یَصۡنَعُوۡنَ کی چوتھی تفسیر

اِنَّ اللّٰہَ خَبِیۡرٌۢ بِمَا یَصۡنَعُوۡنَ کی چوتھی تفسیر پر مضمون ختم، چوتھا اسٹیشن آخری ہے، اِنَّ اللّٰہَ خَبِیۡرٌۢ بِمَا یَقۡصِدُوۡنَ بِذٰلِكَ اس نظر بازی سے جو تمہارا ارادہ ہے اللہ تعالیٰ اس سے باخبر ہیں، یہ خالی نظر ملانا نہیں ہے، بڑی بڑی ڈاڑھیوں، گول ٹوپیوں اور ہاتھوں میں تسبیح کے باوجود تم اس کی ناف کے نیچے گراؤنڈ فلور میں گھسنا چاہتے ہو۔ بتاؤ! کتنی زبردست تفسیر ہے اِنَّ اللّٰہَ خَبِیۡرٌۢ بِمَا یَقۡصِدُوۡنَ بِذٰلِكَ اس بدنظری سے جو تمہارا آخری مقصد ہے وہ بھی میں جانتا ہوں، اس سے بھی میں باخبر ہوں۔ [۲۷]

نسبتِ اولیاء سے محرومی کا سبب

یاد رکھو! مولیٰ اور لیلیٰ ایک دل میں جمع نہیں ہوسکتے، اگر یہ چاہتے ہو کہ میں مرنے والے ان مُردوں کو دل میں رکھوں تو تم زندہ حقیقی کا قرب نہیں پاسکتے، ظاہری طور پر تو مسلمان رہو گے، اوپر سے روزہ نماز تو کرتے رہو گے مگر اولیاء اللہ کو جو نسبت عطا ہوتی ہے،

۲۷؎ روح المعانی: ۱۸/۱۳۹، النور (۳۰)

اولیائے صدیقین کی اس نسبت سے تمہاری روح محروم رہے گی اور جب جنازہ دفن ہو جائے گا تو یہ کالی گوری بھی نہیں پاؤ گے، نیچے قبر میں کیڑے پاؤ گے، دس ہزار کیڑے جب گناہ کے تمام اعضاء کھا جائیں گے تب تمہیں پتہ چلے گا کہ میں نے ان کو کہاں استعمال کیا۔

بتاؤ! قبر میں جب جنازہ اُترے گا تو جن آنکھوں سے ہم بد نظری کرتے تھے، دس دس ہزار کیڑے ان کو کھائیں گے، جس کان سے معشوقوں کی بات سنتے تھے آج اس کان سے دس ہزار کیڑے لپٹے ہوئے ہیں، جس زبان سے بوسے بازی اور چومے چاٹی کرتے تھے اس زبان کو دس دس ہزار کیڑے کھا رہے ہیں۔ دفن کرنے کے تین دن بعد دیکھو کہ مردے کا کیا حال ہوتا ہے۔ دوستو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میرے لئے بھی دعا مانگو کہ اللہ تعالیٰ ہم کو اس خبیث عشق بازی اور غیر اللہ کی محبت سے پاک کر دے۔ اے خدا! ان مرنے والوں پر مرنے سے ہمیں بچالے اور اپنی ذات پر ہم کو فدا ہونے کی ہر لمحۂ حیات، ہر سانس سعادت نصیب فرما اور اپنے راستہ کا غم، زخمِ حسرت اور گناہ سے بچنے کا غم، نظر بچانے کا غم ہمارے لیے اتنا لذیذ کر دے کہ وہ حاصلِ دو جہاں معلوم ہو، اللہ تعالیٰ اپنی توفیقات سے جملہ احباب کو اور میرے گھر والوں کو اور آپ کے گھر والوں کو توفیق دے اور ہمیں اولیائے صدیقین کی منتہیٰ تک پہنچا دے۔

نسبتِ اولیاء کے حصول کا سبب

یہ مضمون پورا ہو گیا۔ اب کوئی اور مضمون یاد مت دلاؤ کیونکہ بزرگ فرماتے ہیں کہ اللہ جو مضمون دل میں ڈال دے وہی آپ کے لئے مفید ہے کیونکہ روحانی دستر خوان اللہ تعالیٰ دیتا ہے جیسے ماں باپ کو بچوں کے لئے روٹی بھی وہی دیتا ہے کہ یہ بچے چھوٹے ہیں تم میری طرف سے ان کی پرورش کرو، حقیقی پالنے والا تو میں ہوں تم صرف متولی ہو، رزق میں دوں گا بچوں کو تم کھلاؤ۔ جو لوگ کسی اللہ والے سے مرید ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی تربیت کے لیے ان کے شیخ کو روحانی رزق بھی دیتا ہے ؎

چناں مست ساقی کہ مے ریختہ

اللہ تعالیٰ جس مضمون کی بارش کر دے اسے ہی اللہ کی مہربانی سمجھو۔ جس کو موقع ملے وہ نماز کے بعد بھی میرے پاس بیٹھ جائے، غنیمت جان لو مل بیٹھنے کو مبادا یہ وقت آئے نہ آئے۔

حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کی اس بات پر ایمان لاؤ، فرماتے ہیں کہ جس بزرگ نے یہ کہا ہے ؎

یک زمانے صحبتے با اولیاء

بہتر از صد سالہ طاعتِ بے ریا

اللہ والوں کے پاس بیٹھنا سو برس کی اخلاص کی عبادت سے افضل ہے۔ جس بزرگ نے یہ شعر کہا ہے تو انہوں نے سو سال کم فرمائے ہیں ورنہ اصل تو یہ ہے ؎

یک زمانے صحبت با اولیاء

بہتر از لکھ سالہ طاعتِ بے ریا

اللہ والوں کے پاس تھوڑی دیر بیٹھنا ایک لاکھ سال کی عبادت سے افضل ہے کیونکہ صحبتِ شیخ سے کیفیتِ احسانی منتقل ہوتی ہے، آپ اپنے شیخ کے پاس اضافہ علم کے لئے نہ رہو، اضافۂ کیفیاتِ احسانیہ کے لئے رہو، جب کیفیتِ احسانیہ سے، دردِ دل سے سجدہ کرو گے تو آپ کی دو رکعات ایک لاکھ رکعات کے برابر ہو جائیں گی۔ صحابہ کے اعمال اور ہمارے اعمال میں مقدار میں تو کوئی فرق نہیں ہے، کمیت تو وہی ہے یعنی تین رکعات مغرب کی نماز وہ بھی پڑھتے تھے اور ہم بھی پڑھتے ہیں، ہم تین کی جگہ چار رکعات نہیں پڑھ سکتے، شریعت کے احکامات کی کمیات تو وہی ہیں جو صحابہ کے زمانہ میں تھیں، اعمالِ شریعت تو آج بھی وہی ہیں لیکن جن کیفیاتِ احسانیہ سے صحابہ نماز ادا کرتے تھے آج وہ کیفیات نہیں ہیں۔ اگر آج صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہاں آجائیں اور ہم لوگ ایک لاکھ مرتبہ اللہ اللہ کریں اور وہ ایک دفعہ اللہ کہہ دیں تو ان کا اللہ کہنا ہمارے ذکر سے زیادہ قوی ہو گا یا نہیں؟ کیونکہ وہ کیفیت و درد ہمارے پاس نہیں ہے۔

قلوبِ اولیاء سے منتقلِ نسبت کی تمثیل

لہٰذا شیخ کے پاس علوم میں اضافہ کے لئے مت جاؤ، کیفیتِ احسانیہ کے لیے جاؤ کیونکہ ان کا ایمان و یقین اور اخلاص ہمارے قلب میں منتقل ہوتا ہے، اور کیسے منتقل ہوتا ہے؟ جیسے دو تالاب دور دور ہیں تو ایک تالاب کی مچھلیاں زمین پر چل کر دوسرے تالاب میں

نہیں جاسکتیں لیکن اگر بارش ہو اور اتنا پانی جمع ہو جائے کہ دونوں تالاب کی سرحدیں مل جائیں تو سب مچھلیاں دوسرے تالاب میں آجائیں گی۔ اللہ والوں کے قلب میں جو ایمان و یقین اور اخلاص ہوتا ہے اسے حاصل کرنے کے لیے اپنے دل کو ان کے دل سے ملالو تاکہ ان کے قلب کی یہ صفات تمہارے دل میں منتقل ہوجائیں۔

قریب جلتے ہوئے دل کے اپنا دل کردے
یہ آگ لگتی نہیں ہے لگائی جاتی ہے

مصلح بننے سے پہلے صالح ہونا ضروری ہے

اللہ والوں کے غلاموں کی صحبت کو بھی غنیمت سمجھو۔ آج حکیم اجمل خان زندہ نہیں ہیں لیکن اگر کسی کو یہ معلوم ہو کہ یہ دس سال حکیم اجمل خان صاحب کے ساتھ مطب کرچکا ہے، یعنی نسخہ لکھنے کی مشق کرچکا ہے تو آپ اس کو غنیمت سمجھو گے یا نہیں؟ تو اختر خود تو کچھ نہیں ہے لیکن ایک زمانہ شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری، شاہ محمد احمد صاحب اور مولانا شاہ ابرارالحق صاحب دامت برکاتہم کی صحبت میں رہا ہوں۔ لہٰذا جس کو مربی بناؤ تو یہ دیکھو کہ وہ خود کسی سے مربہ بنا ہے یا نہیں۔ بعض لوگ مربہ بننے کے شوق میں مدرسہ سے نکلے مگر منبر پر بیٹھ کر مربی بن گئے، یہ بہت بڑی گمراہی ہے۔ شاہ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اے مولویو! مدارس سے نکلتے ہی مسجد کے منبر پر مت بیٹھو کیونکہ ابھی تم خود مربہ نہیں بنے ہو، لہٰذا جاؤ پہلے کسی اللہ والے کی صحبت میں رہو، پہلے مربہ بنو پھر مربی بنو، پہلے نفس کو مٹاؤ، پھر منبر پر بیٹھو، اللہ والوں کی صحبت اختیار کرکے جب منبر پر بیٹھو گے پھر منبر تمہارا ہوگا، سجدہ تمہارا ہوگا، اشک بار آنکھیں تمہاری ہوں گی، تڑپتا ہوا دل تمہارا ہوگا۔

انقیادِ شیخ مفتاحِ راہِ سلوک ہے

ایک بہت اہم بات یاد آئی، ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ محدثِ عظیم نے شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے کہ ایک عالم نے اپنے شیخ سے کہا کہ میں اللہ والا بننا چاہتا ہوں، انہوں نے فرمایا کہ آپ کو ایک سال خانقاہ میں رہنا پڑے گا، اس دوران آپ خانقاہ کی حدود سے باہر نہیں نکل

سکتے، اس زمانہ میں نفع متعدی میں اپنے کو مشغول نہیں کرسکتے، آپ نفع لازم میں رہیں گے۔ بتاؤ! بالغ ہونا زیادہ ضروری ہے یا شادی کرنا اور اولاد پیدا کرنا، کسی نابالغ کی شادی کردو تو اولاد ہوگی؟ اگر نفع متعدی کی فکر میں کسی نابالغ کی شادی کردی جائے تو نفع متعدی ہوگا؟ پہلے اسے بالغ تو ہونے دو۔ اللہ والوں کی صحبت میں رہ کر پہلے بالغ ہوجاؤ یعنی روح بالغ ہوجائے۔

تو وہ عالم ایک سال تک خانقاہ میں رہ گئے، وہ ایسے مخلص تھے کہ ایک سال تک خانقاہ کی حدود میں ہی رہے اور نفع متعدی کا کچھ کام نہیں کیا، نہ درس دیا، نہ فتویٰ دیا، نہ وعظ کہا۔ اس لئے کہ شیخ نے کہا تھا کہ حدودِ خانقاہ میں رہو، بس اللہ اللہ کرو اور میری صحبت میں بیٹھو۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ اس زمانہ کے بعض اہلِ فتاویٰ نے ان کے شیخ پر کفر کا فتویٰ دے دیا کہ یہ کیسا کافر شیخ ہے، انہوں نے اس عالم سے وعظ کہلوانا بھی چھڑوادیا، درس پڑھانے سے بھی منع کردیا غرض ہر نفع متعدی سے روک دیا۔ حالانکہ ان اہل فتاویٰ کو معلوم ہونا چاہیے کہ نفع متعدی کے لئے پہلے نفع لازم ضروری ہے۔ لیکن وہ عالم بھی اتنے مخلص تھے کہ انہوں نے کسی کی پرواہ نہیں کی اور خانقاہ میں پورا ایک سال لگایا، اس کے بعد جب انہیں خلافت ملی اور خانقاہ سے نکلے اور پہلا وعظ کہا تو دس سال تک انہوں نے جو وعظ کہے تھے ان سے ایک آدمی بھی صاحبِ نسبت نہیں ہوا تھا اور اب ایک ہی وعظ جتنے لوگوں نے سنا سب اسی وقت ولی اللہ ہوگئے۔

کہاں تک ضبطِ بے تابی کہاں تک پاسِ بدنامی
کلیجہ تھام لو یارو کہ ہم فریاد کرتے ہیں

اور ؎

کہاں تک ضبط غم ہو دوستو! راہِ محبت میں
سنانے دو تم اپنی بزم میں میرا بیاں مجھ کو

خواجہ صاحب کا شعر ہے ؎

مے یہ ملی نہیں ہے یوں، قلب و جگر ہوئے ہیں خوں
کیوں میں کسی کو مفت دوں، مے میری مفت کی نہیں

اس وقت میرا ارادہ بیان کرنے کا نہیں تھا، یہی ارادہ تھا کہ صرف اشعار سنوں گا اور بیچ بیچ میں کچھ شرح کردوں گا لیکن دیکھو! دل میں کیسا عجیب مضمون آیا۔ بس اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ مالک نے یہ مضمون عطا فرمایا۔ اس لئے ایک بزرگ نے کہا کہ دنیا میں ہر موسم کا وقت متعین ہے مگر اللہ کی رحمت کے موسم کا کوئی وقت متعین نہیں، مالک جب چاہے اپنی رحمت برسا دے۔ اس پر اپنا ایک شعر یاد آگیا ؎

وہ مالک ہے جہاں چاہے تجلی اپنی دکھلائے
نہیں مخصوص ہے اس کی تجلی طورِ سینا سے

اصل سلوک اتباعِ شریعت ہے

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ میں پورا سلوک موجود ہے، مِنَ الْبِدَایَۃُ اِلَی النِّھَایَۃِ یعنی جب تک دل سے غیر اللہ نہیں نکلے گا اللہ نہیں ملے گا۔ اس کلمہ کے اندر نقطۂ آغاز سے لے کر انتہاء تک سلوک ہے، مگر غیر اللہ کو دل سے نکالنے کے لئے اور مولیٰ کو دل میں لانے کے لئے ایک شرط ہے کہ آئینۂ رسالت اور حدودِ رسالت اور سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے خروج نہ ہو۔ اور وہ ہے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ، تم لَآ اِلٰهَ پر عمل کرو اور مرشد سے دین سیکھو مگر طریقہ وہی ہوگا جو میرے رسول نے سکھایا ہے، اللہ سے قرب کا طریقہ اور غیر اللہ سے بھاگنے کا طریقہ بھی ہمارا نبی بتائے گا ورنہ ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ کسی کو بد نظری کا مرض ہے، اب ہسپتال میں جاکر اس کی آنکھیں نکلوادیں نہ رہے گا بانس نہ بجے گی بانسری، یہ طریقہ شریعت میں ممنوع ہے۔

عشقِ مجازی سے نجات کے تین مراقبے

جب تک لیلیٰ کو دل سے نہیں نکالو گے مولیٰ کو نہیں پاؤ گے۔ لیلیٰ سے نجات پانے کے تین مراقبے ہیں، دل سے لیلیٰ کو نکالنے کے لئے کچھ مراقبے اللہ تعالیٰ نے میرے قلب کو عطا فرمائے ہیں، بہ دعاء بزرگاں، بصحبتِ بزرگاں اور ببرکتِ بزرگاں۔

عشقِ مجازی سے نجات کا پہلا مراقبہ

جب کسی حسین شکل پر نظر پڑ جائے تو آنکھ بند کرکے یہ مراقبہ کرو، اور آنکھ بند کرکے اس لیے کہتا ہوں کیونکہ بدنظری کی حالت میں کسی مراقبہ کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا لہٰذا پہلے نظر ہٹاؤ پھر آنکھ بند کرکے مراقبہ کرو۔ اور نظر ڈالتے ہوئے کیوں فائدہ نہیں ہو گا؟ کیونکہ بدنظری ابلیس کا زہریلا تیر ہے اور ابلیس اللہ تعالیٰ کے اسمِ مضل کا مظہرِ اتم ہے، اس کا مطلب یہ ہوا کہ تم اللہ کی اس صفت سے لڑ رہے ہو، اس حالت میں تم کو ہدایت نہیں مل سکتی، کیونکہ یہ اللہ کی صفت ہے، اور تم اللہ سے لڑ نہیں سکتے لہٰذا وہاں ہدایت کے راستے تلاش نہیں کرو، پہلے نظر ہٹاؤ تاکہ اسمِ مضل کے سائے سے نکل آؤ، ابلیس کے سایہ سے خروج اختیار کرو، دور دور تک جہاں تک ممکن ہو بھاگو، فَفِرُّوْٓا اِلَی اللہِ[۲۸] اختیار کرو۔ تفسیر روح المعانی میں فَفِرُّوْٓا اِلَی اللہِ کی یہ تفسیر لکھی ہے اَیْ بِتَرْکِ مَا سِوَی اللہِ اِلَی اللہِ[۲۹] غیر اللہ سے اللہ کی طرف فرار اختیار کرو، اور یہاں مَشْی کافی نہیں ہے، ذَھَابْ کافی نہیں ہے، فرار اختیار کرو، کسی حسین کو ایک سیکنڈ بھی دیکھنا یہ قرار ہے، کیونکہ اتنی دیر ٹھہر گیا، اگرچہ نظر ایک سیکنڈ ہی ٹھہری ہو مگر قرار ہو گیا جو فرار کے خلاف ہے، اس آیت کے خلاف ہے، یہ متقی صوفی گول ٹوپی پہن کر اگر کسی حسین کو ایک سیکنڈ بھی دیکھتا ہے تو ایک سیکنڈ کا قرار بھی اللہ کی ذات کی طرف فرار کی مخالفت ہے لہٰذا فوراً نظر ہٹاؤ، آنکھ کو بھی ہٹاؤ، دل کو بھی ہٹاؤ اور جسم کو بھی ہٹاؤ۔ اگرچہ یہ بڑا مجاہدہ ہے لیکن ہمارے سامنے حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی باتیں ہیں کہ اگر کوئی عورت نہایت مسٹنڈی بہت ہی مضبوط ہے اور صوفی مسکین ہے اور وہ عورت اسے اٹھا کر پٹخ دے اور اس کے سینہ پر بیٹھ جائے اور اس کی آنکھیں کھول کر کہے کہ دیکھو مُلّا! تم ہم سے نظر بچاتے ہو، یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ[۳۰] پر عمل کرتے ہو، لیکن اب تو تم کو دیکھنا ہی پڑے گا۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر وہ

۲۸؎ الذٰریٰت:۵۰

۲۹؎ روح المعانی:۲۷/۲۵،ذکرہ فی اشارات سورۃ الذاریات

۳۰؎ النور:۳۰

صوفی صاحبِ نسبت ہے اور اللہ کا سچا عاشق ہے تو اپنی شعاعِ بصریہ کے دائرہ کو جتنا ہوسکے گا محدود کرے گا، پوری نظر نہ ڈالنے دے گا، اپنی شعاعِ بصریہ پر پوری طاقت سے کنٹرول کرے گا اور شعاع بصریہ کی حدود کو محدود کرے گا۔ آہ نکل جاتی ہے کہ ایسے لوگ صدیقین ہوتے ہیں، یہ ہیں اللہ کے اصلی عاشق۔

میں اپنے ان احباب سے کہتا ہوں جن کو میں نے مجازِ بیعت بنایا ہے کہ اگر آپ کے پاس کوئی رومانٹک یعنی عشقِ مجازی کا مریض آجائے تو کیا کروگے؟ اس کو یہ تقریر سکھاؤ گے یا نہیں؟ اس لئے اس بات کو نوٹ کرلو کہ پہلے نظر بچاؤ تاکہ اللہ تعالیٰ کے اسمِ مضل کی صفت کا جو ظہور ہورہا ہے اس صفت کے سائے سے دور ہوجاؤ تاکہ اللہ تعالیٰ کی گرفت میں نہ آجاؤ، اس صفت کی گرفت میں نہ آجاؤ، اگر ہوسکے تو کسی اللہ والے کے پاس چلے جاؤ تاکہ اللہ تعالیٰ کے اسمِ ہادی کے مظہر کے سائے میں آجاؤ، اگر کسی جگہ آگ برس رہی ہو تو وہاں سے بھاگو اور اس جگہ چلے جاؤ جہاں پھول برس رہے ہوں یعنی کسی اللہ والے کے پاس چلے جاؤ۔ سب سے اعلیٰ علاج تو یہی ہے کہ اگر کہیں نظر کی چوٹ کھاجاؤ اور ابلیس کا زہریلا تیر لگ جائے کیونکہ پہلی نظر کی چوٹ ہی بڑی خطرناک ہوتی ہے لہٰذا فوراً اللہ والوں کے پاس جاؤ لیکن اگر کبھی کوئی اللہ والا قریب نہ ہو تو نظر ہٹالو، جب نظر ہٹ جائے تو جسم کو بھی دور کرلو، پھر کیا ہوگا؟ ابلیس کے تیر کی وجہ سے اللہ کے اسمِ مضل کی صفت کا جو ظہور ہورہا ہے تو آپ پر سے ابلیس کے اس تیر کا حملہ ختم ہوگیا، اس حسین شکل سے نظر بھی ہٹالو اور دل بھی ہٹالو، بعض لوگ نگاہِ چشمی تو ہٹاتے ہیں لیکن نگاہِ قلبی نہیں ہٹاتے یعنی دل میں اس کو سوچ کر مزا لیتے رہتے ہیں۔

عشقِ مجازی سے نجات کا دوسرا مراقبہ

نظر کی دو قسمیں ہیں ایک نگاہِ چشمی اور دوسری نگاہِ قلبی۔ جب نظر بچاؤ تو دل میں بھی قصداً اس کا خیال نہ لاؤ اور فوراً کسی مکروہ شکل والے کا مراقبہ کرلو۔ اگر انڈیا میں کوئی بنیا دیکھا ہو جس کی ناک بہتی ہو، نزلہ زُکام ہو ورنہ کسی کالی چیچک والی شکل کا مراقبہ کرلو جسے دیکھ کر فوراً قے ہوجائے۔ مگر یہ فوری علاج ہے، مستقل علاج نہیں ہے، یہ وقتی علاج ہے، اب اس کے بعد دوسرا مراقبہ یہ سوچو کہ جب یہ حسین عورت بوڑھی ہوگی مثلاً ستّر اسی سال کی ہوگئی اور

مصنوعی دانت باہر نکال کر انہیں برش کر رہی ہے اور پونے گیارہ نمبر کا چشمہ لگائے ہوئے ہے اور سارے بال بالکل سفید ہوگئے اور جھڑ بھی گئے، بڑھاپے میں بال جھڑ بھی جاتے ہیں، اس لئے مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے حسینوں کے بڑھاپے کو بڈھے گدھے کی دم کی مثال دی ہے ؎

آخر او دم زشت پیر خر

ان حسینوں کا آخری انجام کیا ہوگا؟ جھڑے ہوئے بال والے بڈھے گدھے کی دم معلوم ہوں گے۔ لہٰذا یہ مراقبہ کرو تاکہ جوانی دیکھنے سے جو نشہ ہوا ہے وہ اُتر جائے، جیسے کسی کو شراب کا نشہ ہو تو اسے لیموں نچوڑ کر پلا دو، فوراً نشہ اُتر جائے گا، میرا یہ مراقبہ بھی شہوت کے نشہ کے لیے لیموں ہے۔ خاص کر ان لوگوں کے لیے جن کو لندن جانا ہو، غیر ملکی سفر کرنا ہو وہ خود بھی اور اپنے دوستوں کو بھی یہ مراقبہ سِکھائیں تاکہ لیلاؤں کے چکر میں پڑ کر کوئی اپنے مولیٰ سے محروم نہ رہ جائے۔

یہ کوئی معمولی مضمون نہیں ہے، اگر اللہ کا سچا عاشق ہے تو غیر اللہ سے بچنے میں جان کی بازی لگا دے گا اور اگر خام اور ناقص محبت ہے تو مولیٰ کو بھی یاد کرے گا، نماز بھی پڑھے گا اور لیلاؤں کو بھی نہیں چھوڑے گا، یہ مولیٰ اور لیلیٰ دونوں کا نام لے گا، اللہ کا نام بھی لے گا اور رام رام بھی کرتا رہے گا، مسجد بھی جاتا ہے، مندر بھی جاتا ہے، قیامت کے دن اس کی توحید کا کیا حال ہوگا؟ ایک ہی سوال میں پتہ چل جائے گا جب قیامت کے دن اللہ پوچھے گا کہ جوانی کہاں خرچ کی؟ آنکھیں کہاں استعمال کیں؟ دل کہاں استعمال کیا؟ کیا قرآن پاک کا دستور تمہارے سامنے نہیں تھا؟ کیا تم اس کی تلاوت نہیں کرتے تھے؟ **یَغُضُّوۡا مِنۡ اَبۡصَارِہِمۡ** کے موقع پر تمہاری آنکھوں کو کیا ہو جاتا تھا؟ میرا سموسہ کیوں کھاتا تھا؟ میری نعمتیں کیوں کھاتا تھا؟ کھاتا میرا تھا گاتا نفس و شیطان کی تھا۔

تو پہلے نظر ہٹانا ہے، اس طرح گویا آپ اسمِ مضل کے سائے سے ہٹ گئے، ابلیس کے تیر کا جو نشانہ بن رہے تھے اس سے بچ گئے۔ اگر ہو سکے اور قریب میں کوئی شیخِ کامل، اللہ والا ہو اسی وقت اس کی صحبت میں اس کے پاس چلے جاؤ۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر گناہوں کا پہاڑ بھی ہو تو کسی اللہ والے کے پاس جا کر بیٹھ جاؤ تو گناہوں کے پہاڑ اُڑ جائیں گے۔ اللہ والوں کی نسبت میں اتنی قوت ہوتی ہے، اہل اللہ کی نسبت میں اتنی

طاقت ہوتی ہے کہ اگر کوئی ان کے پاس گناہوں کا پہاڑ بھی لے کر جائے تو وہ پہاڑ ریت بن کر ختم ہو جائے گا اور دل مجلّیٰ ہو جائے گا۔ اگر شیخ دور ہے، قریب میں کوئی اللہ والا نہیں ہے تو پھر یہ مراقبہ کرو کہ یہ عورت اسی سال کی ہوگئی، سولہ سال کی گڑیا ہوگئی اسّی سال کی بُڑھیا، اور بال سفید ہو کر جھڑ گئے، بالکل بڈھے گدھے کی دم لگ رہے ہیں، آنکھوں میں کیچڑ جمع ہے، پونے گیارہ نمبر کا چشمہ لگا ہوا ہے، ایسے دیکھتی ہے کہ دیکھنے سے ڈر لگتا ہے، جب آنکھوں کی روشنی کم ہو جاتی ہے تو زیادہ نمبر کا چشمہ لگتا ہے پھر اس کو دیکھ کر ڈر لگتا ہے، اور کمر جھکی ہوئی ہے، منہ میں بدبو ہے، بڑھاپے میں کتنی مکروہ شکل ہو جاتی ہے۔ لیکن اہل اللہ کا بڑھاپا اس بدصورتی سے پاک ہوتا ہے کیونکہ ان پر ہر وقت اللہ تعالیٰ کی تجلّی اور انوار برستے ہیں جس کی وجہ سے ان کا چہرہ نورانی ہو جاتا ہے۔

عشقِ مجازی سے نجات کا تیسرا مراقبہ

دو مراقبے ہوگئے۔ اب تیسرا مراقبہ جو سب سے زیادہ ہائی پاور کا ہے کہ جس حسین عورت سے تم مرور، عبور اور سرور حاصل کرنا چاہتے ہو اس کا پیدائش کے وقت کیا حال ہوتا ہے، کیا اس حالت میں تم اس سے گناہ کر سکتے ہو؟ تو اس مراقبہ سے نفرت ہوگئی یا نہیں؟ حسن کی طرف جو رغبت ہے یہ اس کے لیے اینٹی بایوٹک ہے۔ اب اس کے بعد اگر انگلش کا یہ جملہ بھی پڑھ لو تو اور فائدہ ہو جائے گا کہ آبرڈ فیل ان دی ویل (A bird fell in the well) میں نے بچپن میں یہ جملہ کسی سے سن لیا تھا تو وہ انگریزی اب کام آرہی ہے۔ اب اگر کوئی ایک کروڑ رین (جو جنوبی افرقہ کی کرنسی ہے) کسی کو دے کہ اس وقت تم اس کے ساتھ گناہ کرلو، تو کیا ایسا کر سکتا ہے؟

بدنظری خدا کی رحمت سے دوری کا سبب

نظر باز کے لیے اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا ہے **لَعَنَ اللّٰہُ النَّاظِرَ وَ الْمَنْظُوْرَ اِلَیْہِ**،[۳۱] اس حدیث کو بھی سامنے رکھو کہ نظر باز کے لیے

---

[۳۱] مشکوۃ المصابیح: ۲۷۰/۱، باب النظر الی المخطوبۃ وبیان العورات، قدیمی کتب خانہ

خدائے تعالیٰ کی لعنت اور رحمت سے دوری ہے اور نبی کی بد دعا بھی لگے گی۔ اور بخاری شریف کی حدیث ہے زِنَا الْعَیْنِ النَّظْرُ [۳۲] نظر بازی آنکھوں کا زِنا ہے۔ اس بد نظری کی وجہ سے، ان مرنے والی لاشوں کی وجہ سے ہم اپنے مولیٰ سے دور ہو جائیں گے، عاشقوں کے لئے سب سے بڑی چیز یہ ہے کہ میرا اللہ مجھ سے ناراض ہو جائے گا، عاشق کے لئے تو یہی جملہ کافی ہے۔ آہ! اس جملہ سے تو مر جانا چاہئے کہ بد نظری کے اس خبیث فعل سے میرا مولیٰ ناراض ہو جائے گا، میرا اللہ ناراض ہو جائے گا۔

میرے شیخ شاہ عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک بزرگ جارہے تھے تو دیکھا کوئی زِنا کر رہا ہے۔ اگر کوئی نالائق آدمی ہوتا تو تماشا دیکھتا یا کہتا کہ میرا حصہ بھی لگاؤ ورنہ میں ابھی شور مچاتا ہوں، ابھی تمہارا راز آؤٹ کرتا ہو، لہٰذا آپ مجھے آؤٹ نہیں کر سکتے کیونکہ میں نے تم کو حالتِ جرم میں دیکھ لیا لیکن وہ بزرگ واپس آئے اور چادر اوڑھ کر لیٹ گئے اور روتے رہے کہ آہ! اے اللہ! تیری نافرمانی ہو رہی ہے۔ میرے شیخ شاہ عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ان کو اتنا غم ہوا کہ تھوڑی دیر کے بعد جب پیشاب کیا تو پیشاب میں خون آ گیا۔ یہ ہیں اللہ والے! ان کے مقابلہ میں سوچو کہ ہم لوگ کیا ہیں۔ کوئی چیز شرافت بھی تو ہے، حیاء بھی تو ہے، جس کی کھاتے ہیں اسی کی گانا چاہئے۔

خدا پر فدا ہونے والا فنا نہیں ہوتا

واللہ! دردِ دل سے کہتا ہوں کہ نظر بچانے میں جو غم ہے اگر سارے عالم کی خوشیاں اللہ کے راستہ کے غم کو گارڈ آف آنر دیں، سیلوٹ کریں، سلامی پیش کریں، احترامِ سلامی دیں تو اس غم میں اتنی خوشی ہے کہ اللہ کے راستہ کے ایک ذرّہ غم کا مقابلہ سارے عالم کی خوشیاں نہیں کر سکتیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ خالقِ خوشی ہیں، وہ دیکھتے ہیں کہ میرا بندہ میری وجہ سے غم اٹھا رہا ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ اس کے دل کو اپنے خزانہ سے خوشیاں دیتے ہیں۔ جو اللہ کی خوشی کے لیے اپنی حرام خوشی کو اللہ پر فدا کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں مَا عِنۡدَكُمۡ يَنۡفَدُ وَ مَا

۳۲؎ تقدم تخریجہ

عِنۡدَ اللّٰہِ بَاقٍ [۳۳] یعنی جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ ختم ہونے والا ہے اور جو اللہ کے پاس ہے وہ ہمیشہ باقی رہنے والا ہے لہٰذا جس نے اپنی حرام خوشی اللہ پر فدا کی اس کی خوشی ہمیشہ کے لئے باقی رہ جائے گی کیونکہ اب وہ خوشی اس کی نہیں رہی، مَا عِنۡدَکُمۡ نہیں رہی، اب وہ خوشی اللہ کے پاس جمع ہوگئی، مَا عِنۡدَ اللّٰہِ بَاقٍ ہوگئی، اب چاہے ساری دنیا غم میں مبتلا ہوجائے لیکن اللہ اس کو خوش رکھے گا اور جس نے اپنی جوانی اللہ پر فدا کردی اس کی جوانی بھی ہمیشہ قائم و دائم رہے گی کیونکہ اس نے اپنی جوانی کو نالائق کاموں میں نہیں لگایا بلکہ اپنی جوانی کو اللہ پر فدا کیا تو اس کی جوانی بھی مَا عِنۡدَکُمۡ یَنۡفَدُ وَ مَا عِنۡدَ اللّٰہِ بَاقٍ ہوگئی، وہ بڈھا ہوجائے گا تب بھی اس کی جوانی ختم نہیں ہوگی، بال سفید ہوجائیں گے مگر اس کی جوانی ویسی ہی رہے گی، اس کی تقریر میں وہی جولانی رہے گی۔

آج کل بدنظری کا مرض عام ہے، گھر سے باہر نکلو تو بے پردہ عورتیں ہیں، اخبار دیکھو تو اس میں عورتوں کی تصویریں ہیں، غرض جہاں دیکھو ہر طرف بے پردگی اور بے حیائی ہے۔ لہٰذا آپ لوگ اگر سفر پر جاؤ تو بدنظری سے بچنے کے میرے یہ نسخے ساری دنیا میں پھیلاؤ۔ لوگوں کو یہ بھی بتاؤ کہ یہ مراقبہ کرو کہ قبر میں یہ جسم خاک ہوجائے گا، قبر میں معشوق ایسا خوفناک ہوجاتا ہے کہ اس کے بدن کو کیڑے کھارہے ہیں، دس دس ہزار کیڑے آنکھوں کو کھارہے ہیں، دل کو کھارہے ہیں۔ یہ ایسا جغرافیہ ہے کہ اگر اپنی آنکھوں سے دیکھ لو تو کھانا نہ کھاسکو اور مارے ڈر کے اکیلے نہ سو سکو۔ مشکوٰۃ شریف کی اُردو شرح مظاہرِ حق میں لکھا ہے کہ سردیوں میں تین دن کے بعد اور گرمیوں میں چوبیس گھنٹے کے بعد قبر میں لاش بگڑ جاتی ہے یعنی پھول کر پھٹ جاتی ہے، پھر آپ جاکر دیکھو کہ وہ گال کہاں گئے جن کے پیچھے اپنا ایمان ضائع کررہے تھے، وہ آنکھیں کہاں ہیں جن کے لئے آپ نافرمانی اور اللہ کا غضب اور قہر خرید رہے تھے۔ اللہ کو ناراض کرنے والا، بڑی طاقت کو ناراض کرکے اپنے دل کو خوش کرنے والا پاگل ہے، بے وقوف ہے، بے غیرت ہے، یہ بہت بڑی حماقت ہے۔ اللہ بچائے، اگر خدا نے کبھی انتقام لیا تو ساری رومانٹک دنیا کو، نظر بازی و عشق بازی کو بھول جاؤ گے، جو اُلو کی

۳۳؎ النحل:۹۶

طرح دیکھتا ہے، بد نظری کرتا ہے اس وقت اس کی شکل بھی اُلو کی طرح معلوم ہوتی ہے، اگر خدا آنکھ کی روشنی چھین لے یا بیمار ہو جائے، دس دن کھانا بند ہو جائے پھر کیا ہو گا۔ بس اللہ تعالیٰ کے نام پر کہتا ہوں، اللہ کے نام پر بھیک مانگتا ہوں کہ اللہ سے ڈرو اور اللہ کی نافرمانی سے بچنے میں جان کی بازی لگا دو، زیادہ سے زیادہ موت آجائے گی اور کیا ہو گا، اگر حسینوں کو نہیں دیکھو گے تو کیا ہو گا؟ زیادہ سے زیادہ موت آسکتی ہے۔ تو آپ اس موت کے لئے تیار ہو جاؤ۔

حیاتِ اولیاء مٹی کے کھلونے پر ضائع نہیں ہوتی

اللہ تعالیٰ جس سے دین کا کام لیتا ہے اس کو مٹی کے کھلونوں میں ضائع نہیں کرتا، جتنے اولیاء اللہ گذرے ہیں عشق بازی میں مبتلا نہیں کئے گئے، یہاں تک بعضوں کو بیوی بھی حسین نہیں ملی۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ اتنے حسین تھے کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تابِ نظر نہیں رکھتے تھے، ان کو درس میں اپنے پیچھے بِٹھاتے تھے حالانکہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ سے شادی بھی کی تھی، سوتیلے بیٹے بھی تھے، لیکن ان کے کمالِ حسن کی وجہ سے ان کو اپنے پیچھے بِٹھاتے تھے، فَاِنَّ اَبَا حَنِیْفَۃَ رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کَانَ یُجْلِسُ اِمَامَ مُحَمَّدًا فِیْ دَرْسِہٖ خَلْفَ ظَھْرِہٖ مَخَافَۃَ عَیْنِہٖ مَعَ کَمَالِ تَقْوَاہُ میں نے یہ عربی کی عبارت اس لیے یاد کی ہے کیونکہ مجھ کو بھی اور میرے اہلِ علم دوستوں کو بھی مزا آجاتا ہے۔ جب امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی پوری ڈاڑھی آگئی تب امام ابو حنیفہ نے ان کو سامنے بِٹھایا۔ جب امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی شادی ہوئی تو امام محمد میں اور ان کی بیوی میں ایک آنے کی بھی نسبت نہیں تھی۔ ایک دن ایک طالبِ علم امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے لئے کھانا لینے ان کے گھر گیا، اس زمانہ میں امام صاحب چھ کتابیں لکھ رہے تھے، جامع صغیر، جامع کبیر، سیر صغیر، سیر کبیر، زیادات اور مبسوط، ان چھ کتابوں کی تصنیف ہو رہی تھی۔ اچانک تیز ہوا چلی تو پردہ اڑ گیا اور اس طالبِ علم کی نظر امام صاحب کی بیوی پر پڑ گئی تو دیکھا کہ بہت ہی عجیب شکل ہے، ڈراؤنی اور کالی، امام محمد سے ذرا بھی مناسبت نہیں ہے۔ تب آکر رونے لگا، امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کہ کیوں روتے ہو؟ اس نے کہا کہ آپ کی قسمت پر رو رہا ہوں کہ آپ کیسے گذارا کرتے ہیں، آپ کو اللہ نے چاند جیسا بنایا اور وہ تو ستارہ بھی نہیں ہے۔ امام صاحب سمجھ گئے کہ اس کو غم ہوا

ہے، میرے حسن کو دیکھ کر میری بیوی کی شکل و صورت سے تناسب نہیں کر پا رہا ہے۔ اب امام صاحب کا جواب سنئے! فرمایا کہ اگر میری بیوی زیادہ حسین ہوتی تو ہم اس کے پاس ہی مشغول اور مصروف رہتے اور آپ لوگ کہتے کہ کنزالدقائق کا گھنٹہ ہو گیا ہے تو میں کہتا کہ میں ابھی حسن الدقائق پڑھا رہا ہوں۔ تو یہ جو چھ کتابیں لکھ رہا ہوں اور تم کو پڑھا رہا ہوں، یہ سب کام کیسے ہوتا۔

بس دعا کرو اللہ تعالیٰ اختر کو، میری اولاد کو، میرے احباب کو، حاضرین و غائبین کو، ہم سب کو ایسی توفیق دے، ایسا ایمان و یقین عطا فرمادے کہ ہم سڑکوں پر ہوں یا جہاں کہیں بھی ہوں جان دے دیں مگر ایک سانس بھی، ایک لمحہ بھی اپنے اللہ کو ناراض نہ کریں، ہماری زندگی کی ہر سانس خدائے تعالیٰ پر فدا ہو اور ایک سانس بھی ہم ان کو ناخوش کر کے حرام خوشیوں کی استیراد اور درآمدات نہ کریں۔ اے اللہ! ہمیں اس کی حیاء اور غیرت بھی عطا فرما اور اپنے نام کی ایسی لذت اور مٹھاس بھی دے دے کہ ہم کو نظر بچانے میں مزا آجائے تاکہ نفس ظالم پچھتائے نہیں۔ اور اے اللہ! اختر کو، اس کی اولاد کو، میرے احباب کو، ان کی اولاد کو اور احباب حاضرین و غائبین کو اپنی رحمت سے اولیائے صدیقین کی خط منتہا تک پہنچا دے، آمین۔

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ

بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

اس وعظ سے کامل نفع حاصل کرنے کے لیے یہ دستور العمل کیمیا اثر رکھتا ہے

دستور العمل

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

وہ دستور العمل جو دل پر سے پردے اٹھاتا ہے، جس کے چند اجزاء ہیں، ایک تو کتابیں دیکھنا یا سننا۔ دوسرے مسائل دریافت کرتے رہنا۔ تیسرے اہل اللہ کے پاس آنا جانا اور اگر ان کی خدمت میں آمد و رفت نہ ہو سکے تو بجائے ان کی صحبت کے ایسے بزرگوں کی حکایات و ملفوظات ہی کا مطالعہ کر و یا سن لیا کرو اور اگر تھوڑی دیر ذکر اللہ بھی کر لیا کرو تو یہ اصلاح قلب میں بہت ہی معین ہے اور اسی ذکر کے وقت میں سے کچھ وقت محاسبہ کے لئے نکال لو جس میں اپنے نفس سے اس طرح باتیں کرو کہ:

”اے نفس ایک دن دنیا سے جانا ہے۔ موت بھی آنے والی ہے۔ اُس وقت یہ سب مال و دولت یہیں رہ جائے گا۔ بیوی بچے سب تجھے چھوڑ دیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ سے واسطہ پڑے گا۔ اگر تیرے پاس نیک اعمال زیادہ ہوئے تو بخشا جائے گا اور گناہ زیادہ ہوئے تو جہنم کا عذاب بھگتنا پڑے گا جو برداشت کے قابل نہیں ہے۔ اس لئے تو اپنے انجام کو سوچ اور آخرت کے لئے کچھ سامان کر۔ عمر بڑی قیمتی دولت ہے۔ اس کو فضول رائیگاں مت برباد کر۔ مرنے کے بعد تو اُس کی تمنا کرے گا کہ کاش میں کچھ نیک عمل کر لوں جس سے مغفرت ہو جائے۔ مگر اس وقت تجھے یہ حسرت مفید نہ ہو گی۔ پس زندگی کو غنیمت سمجھ کر اس وقت اپنی مغفرت کا سامان کر لے۔“

اصلاح کا آسان نسخہ

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

دو رکعت نفل نماز توبہ کی نیت سے پڑھ کر یہ دعا مانگو:

”اے اللہ! میں آپ کا سخت نافرمان بندہ ہوں۔ میں فرماں برداری کا ارادہ کرتا ہوں مگر میرے ارادے سے کچھ نہیں ہوتا اور آپ کے ارادے سے سب کچھ ہو سکتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ میری اصلاح ہو مگر ہمت نہیں ہوتی۔ آپ ہی کے اختیار میں ہے میری اصلاح۔ اے اللہ! میں سخت نالائق ہوں، سخت خبیث ہوں، سخت گنہگار ہوں، میں تو عاجز ہو رہا ہوں، آپ ہی میری مدد فرمائیے۔ میرا قلب ضعیف ہے۔ گناہوں سے بچنے کی قوت نہیں ہے، آپ ہی قوت دیجیے۔ میرے پاس کوئی سامان نجات نہیں، آپ ہی غیب سے میری نجات کا سامان پیدا کر دیجیے۔ اے اللہ! جو گناہ میں نے اب تک کیے ہیں، انہیں آپ اپنی رحمت سے معاف فرمائیے۔ گو میں یہ نہیں کہتا کہ آئندہ ان گناہوں کو نہ کروں گا، میں جانتا ہوں کہ آئندہ پھر کروں گا، لیکن پھر معاف کرالوں گا۔“

غرض اسی طرح سے روزانہ اپنے گناہوں کی معافی اور عجز کا اقرار، اپنی اصلاح کی دعا اور اپنی نالائقی کو خوب اپنی زبان سے کہہ لیا کرو۔ صرف دس منٹ روزانہ یہ کام کر لیا کرو۔ لو بھائی دوا بھی مت پیو۔ بدپرہیزی بھی مت چھوڑو۔ صرف اس تھوڑے سے نمک کا استعمال سوتے وقت کر لیا کرو۔ آپ دیکھیں گے کہ کچھ دن بعد غیب سے ایسا ہو جائے گا کہ ہمت بھی قوی ہو جائے گی، شان میں بٹہ بھی نہ لگے گا اور دشواریاں بھی پیش نہ آئیں گی۔ غرض غیب سے ایسا سامان ہو جائے گا کہ جو آپ کے ذہن میں بھی نہیں ہے۔

وہ کون سا ہے وقت کہ تم پر فدا نہیں

یا رب مرے گناہ کی گو انتہا نہیں — لیکن ترے کرم کی بھی تو انتہا نہیں
وہ کون سا ہے وقت کہ تم پر فدا نہیں — وہ کون سی ادا ہے جو سنِ ادا نہیں
تم خود ہی آ گئے ہو میرے جذبِ عشق سے — میرا تو میر تم سے کوئی مدعا نہیں
آنکھوں سے ربط میکدہ پہچانا میر نے — چہرہ سے میرے کوئی نشہ رونما نہیں
رکھتا ہے میر رشکِ چمن دردِ دل نہاں — اہلِ خرد کی رائے میں گو خوشنما نہیں
کشتی میں اس کی بدگماں تو بیٹھ کر تو دیکھ — کہتا ہے کون پیر مرا ناخدا نہیں
اشعار سب ہوئے ہیں یہ مرشد کے فیض سے — کیا صاحبِ نسبت کا یہ فیض رسا نہیں

جو بزمِ غیر سے بھی ہے مانوس آہ آہ
اختر وہ عشقِ حق سے ابھی آشنا نہیں

عارف باللہ حضرت شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مواعظ حسنہ:

استغفار کے ثمرات
فضائل توبہ
تعلق مع اللہ
علاج الغضب
علاج الکبر
خوشگوار ازدواجی زندگی
حقوق النساء
بدگمانی اور اس کا علاج
مقصد حیات
ذکر اللہ اور اطمینان قلب
تقویٰ کے انعامات
قافلہ جنت کی علامت
ولی اللہ بننے کے پانچ نسخے
تحفہ ماہ رمضان
عظمت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم
اصلی پیری مریدی کیا ہے
حقوق الرجال
نفس کے حملوں سے بچاؤ کے طریقے
عزیز و اقارب کے حقوق
آداب عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم
علم اور علماء کرام کی عظمت
حقوق الوالدین
اسلامی مملکت کی قدر و قیمت
بے پردگی کی تباہ کاریاں
عظمتِ صحابہ رضی اللہ عنہم
صحبت شیخ کی اہمیت

کتابیں ملنے کے پتے:

- خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی۔
- جامعہ اشرف المدارس، سندھ بلوچ سوسائٹی گلستانِ جوہر، بلاک ۱۲، کراچی۔
- یادگار خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، بالمقابل چڑیا گھر، شاہراہ قائداعظم، لاہور۔
- مجلس صیانۃ المسلمین، ماڈل ٹاؤن، لاہور۔
- خانقاہ اشرفیہ اختریہ، جامعہ العلوم، عید گاہ، بہاولنگر۔
- جامع مسجد عثمان غنی، ۱/اے۔۶ گلستانِ زرین سوسائٹی، اسکیم ۳۳، سپر ہائی وے، کراچی۔
- خانقاہ اشرفیہ اختریہ، بی ۳۰۸، بلاک ایل، نارتھ ناظم آباد، کراچی۔
- سبحانیہ مسجد، سی آر داس روڈ، نزد جامعہ بنوری ٹاؤن، جمشید روڈ نمبر ۱، کراچی۔
- خانقاہِ مسیحیہ، باغ حیات، سکھر۔

پُرسکون زندگی گزاریں!

اللہ تعالیٰ نے دونوں جہاں میں چین، سکون اور اطمینان صرف اپنے دین میں رکھا ہے۔ آپ بھی سکون اور اطمینان والی زندگی گزار سکتے ہیں۔

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال کراچی میں روزانہ مختلف اوقات میں مجالس ہوتی ہیں۔ الحمدللہ! ان مجالس کی برکت سے لاکھوں بھٹکے ہوئے انسان سکون اور اطمینان کی زندگی گزار رہے ہیں۔ آپ بھی ان بابرکت مجالس میں شرکت کر سکتے ہیں۔

اتوار کو صبح ۱۱ بجے اور پیر کو نمازِ مغرب کے بعد خصوصی مجالس ہوتی ہیں، جن میں خواتین کے لیے پردے کے ساتھ علیحدہ جگہ مجلس سننے کا انتظام ہے۔

مجالس کے بارے میں مزید معلومات، نیز اپنے تمام مسائل کے شرعی حل کے لیے ان نمبروں پر رابطہ کیا جا سکتا ہے:

34975758،34975658،34975221

دین پر استقامت ہزار کرامت سے افضل ہے لیکن یہ کرامت اہل استقامت کی صحبت اختیار کیے بغیر حاصل نہیں ہوتی۔ راہِ سلوک میں ہزاروں راہزن رہرو کو راہ سے گمراہ کرنے کے لیے موجود ہیں، بغیر رہبر کی رہبری کے اس راستے کو طے کرنا محال ہے۔ ابتداءِ اسلام سے یہی طریقہ چلا آرہا ہے کہ اللہ کا راستہ طے کرانے کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے بعد صحابہ کرام اور اولیاء کرام سیدھی راہ سے گمراہ لوگوں کو راہِ مستقیم کی رہبری کا فریضہ انجام دیتے رہے۔ جس طرح کسی رہبر کی رہبری کے بغیر اللہ تک پہنچنے کا یہ راستہ انتہائی دشوار ہے، اسی طرح رہبر کی رہبری میں یہ راستہ طے کرنا نہ صرف آسان بلکہ انتہائی مزے دار ہو جاتا ہے۔

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا یہ وعظ ''راہِ سلوک میں وفاداری کی اہمیت'' اسی موضوع پر ہے کہ اہل اللہ سے وفاداری برقرار رکھنا اور اس کے لیے مجاہدے برداشت کرنا اللہ کا راستہ تیزی سے طے کرنے میں کس طرح معاون و مددگار ثابت ہوتا ہے۔

ناشر

کتب خانہ مظہری